ساجدہ پروین
ڈاکٹر سیّد جاوید اقبال

قائم خانی بولی کے گیت: سماجی اور تہذیبی مطالعہ

قائم خانی راجپوتوں کی حکمرانی راجستھان پر کئی سال رہی نواب قائم خان (پرانا نام کرم چند چوہان) ددریرہ (راجستھان) کے راجہ موٹے راؤ چوہان کے بیٹے تھے انھوں نے والیٔ دہلی فیروز شاہ تغلق کے دور میں ۱۳۵۱ء تا ۱۳۵۲ء کے درمیانی عرصے میں سیّد نصیرالدین شاہ چراغ دہلویؒ کے ہاتھ پر بفضل خدا اسلام قبول کیا اور ان کا اسلامی نام ''قائم خان'' رکھا گیا۔[۱] چنانچہ اسی نام کی مناسبت سے ان کی نسل ''قائم خانی'' کہلائی۔ اور یوں راجپوتوں میں ایک نئی شاخ ''قائم خانی'' کا اضافہ ہوا۔

قائم خان کی بہادری سے متاثر ہو کر فیروز شاہ تغلق نے انھیں خان کا خطاب دیا اور علاقہ ''حصار'' کا صوبے دار بنا دیا۔[۲] چوں کہ حصار کا علاقہ ددریرہ سے ملا ہوا تھا اس لیے قائم خان وہاں کے مضبوط حکمران ثابت ہوئے۔ ۱۴؍جون ۱۴۱۹ء کو ۸۵ برس کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس کے بعد ان کے بیٹوں نے حصار، جھونجھنوں، بڑواسی، فتح باد اور فتح پور (اس میں ڈھونڈھار کا شیخاواٹی کا علاقہ بھی شامل تھا) میں قائم خانی ریاستوں کی بنیاد رکھی۔[۳] یوں ۱۷۳۱ء سے ۱۸۸۳ء تک قائم خانیوں نے حکومت کی، یاد رہے قائم خان اور ان کی اولاد نے کبھی ددریرہ پر حکمرانی نہیں کی۔

قائم خانی برادری فوج میں بھرتی ہو کر دہلی اور حیدر آباد دکن میں بھی آباد ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد قائم خانیوں نے بڑی تعداد میں ہندوستان سے ہجرت کی اور خصوصاً سندھ کے مختلف علاقوں مثلاً ٹنڈو جان محمد، جھڈو، نوکوٹ، ڈگری، حیدر آباد اور کراچی میں جب کہ پنجاب میں ملتان، ترڑ گڑھ، بستی ملوک وغیرہم کو اپنا مسکن بنایا۔ اس کے علاوہ ایک قابل لحاظ تعداد نے دنیا کے مختلف ممالک کی طرف رخ کیا۔

قائم خانی راجستھان سے جو مادری بولی بولتے ہوئے آئے وہ قیام پاکستان کے بعد انھی سے منسوب ہو کر بطور شناخت ''قائم خانی بولی'' کہلاتی ہے اور اس وقت تقریباً چار لاکھ سے زیادہ افراد کی مادری بولی قائم خانی ہے۔

جہاں تک قائم خانی بولی کی اصل کا تعلق ہے۔ راجستھان، آزادی سے قبل چھوٹی بڑی مختلف ریاستوں میں منقسم تھا۔ تقسیمِ ہندوستان سے قبل ان ریاستوں کی تعداد ۲۱ تھی[۴]، ان ریاستوں کے علاوہ مزید چند چھوٹی ریاستیں اور راجپوتوں کے ٹھکانے بھی تھے جو

لسانی نقطۂ نظر سے بڑی ریاستوں میں بولی جانے والی زبانوں کے دائرے میں آتے ہیں، ان بولیوں میں ''مارواڑی'' جو کہ جودھ پور، جیسلمیر، بیکانیر، اجمیر، جے پور وغیرہ میں بولی جاتی ہے۔[۵] اس کے بھی کئی لہجے ہیں۔ راجستھان کی دوسری بولی ''ڈھونڈھاری'' جو شیخاواٹی، سیکر، جھونجھنوں اور پلانی میں بولی جاتی ہے اس کے بھی کئی لہجے ہیں۔ ''مالوی'' مالوہ کے علاقے اور میواڑ کے درمیانی حصے میں جب کہ ''میواتی'' الور، بھرت پور وغیرہ میں بولی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ باگڑی، میواڑی، جے پوری اور ہاڑوتی وغیرہ شامل ہیں۔

قائم خانی (برادری) راجستھان کے جن علاقوں میں رہے وہاں مارواڑی بولی جاتی تھی اس حوالے سے قائم خانی بولی اس کی ایک شاخ ہے۔ ''ہم اسے مارواڑی کی ذیلی بولی (Sub Dialect) یا علاقائی تحتی بولی بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیوں کہ ہر زبان علاقائی تحتی بولیوں (Regional Dialects) ہی کا مجموعہ ہوتی ہے اور لسانیاتی طور پر زبان اور (Dialect) میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔ (Dialect) میں (Accent) کے علاوہ قواعد اور ذخیرۂ الفاظ بھی شامل ہوتے ہیں۔''[۶]

اگر قائم خانی بولی کے مقامی ذخیرۂ الفاظ کو دیکھا جائے تو ہمیں قدیم اردو میں ان کا بخوبی استعمال نظر آتا ہے۔ دراصل اردو زبان اور قائم خانی بولی دونوں ہی برصغیر میں پیدا ہوئیں اور یہیں پلی بڑھیں۔ اردو چوں کہ قدیم زبان کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے اور اس نے بعض مخصوص حالات کے تحت موجودہ شکل اختیار کی اسی لیے بعض تاریخی عوامل کے نتیجے میں عربی و فارسی کے اثرات اس پر نسبتاً زیادہ نمایاں ہوئے جب کہ ''قائم خانی بولی'' ایک اندرونی علاقے کی جو کہ دشوار گزار راستوں، پہاڑوں، ریگستانوں، ندی نالوں کی سرزمین ہے اور جس کا کوئی علاحدہ رسم الخط ہے نہ ادبی حیثیت، اس لیے ایک حد تک یہ بیرونی اثرات سے محفوظ رہی۔ اس کے ذخیرۂ لغت میں مقامی الفاظ کی بہتات ہے اور ان الفاظ پر راجستھان یا قرب و جوار کے رہنے والوں کی (ایجاد کی) چھاپ ہے۔

قائم خانی بولی میں مستعمل الفاظ اور اردو میں رائج مقامی الفاظ کی اصلیت ایک ہی ہے۔ مگر جس طرح چھوٹی بولیاں بڑی زبانوں میں ضم ہو کر اپنی شناخت کھو رہی ہیں بالکل اسی طرح ۱۹۴۷ء کے بعد سے ہم جائزہ لیتے ہیں تو اب خود قائم خانی برادری میں ان مقامی الفاظ کا استعمال بڑی تیزی سے کم ہوتا جا رہا ہے اور فطری طور پر اردو اور سندھی کے اثرات قبول کرتے ہوئے اب موجودہ صورت حال میں بیش تر قائم خانی بولی کے الفاظ متروک و معدوم ہوتے جا رہے ہیں اور اب عہدِ قدیم کے جواہر ریزے یعنی خالص دیسی الفاظ صرف بڑے بوڑھے، ان پڑھ اور دیہاتیوں کی زبان تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر اب قائم خانی بولی کا چراغ گل ہوتا نظر آ رہا ہے لیکن لہجے کے اعتبار سے یہ اب بھی اپنی انفرادیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ قبل اس کے یہ بھی معدوم ہو ہم اسے محفوظ کر لیں۔ اس لیے قائم خانی بولی بے شک صحراؤں، ندی نالوں اور دشوار گزار علاقوں میں پیدا ہوئی، پلی بڑھی لیکن اس بولی میں ایک قابل قدر لوک ادب موجود ہے۔ جس میں لوریاں، شادی کے گیت، ساون بھادوں کے گیت اور سُر ہیں۔ بچوں کی پیدائش کے موقع پر ہونے والی رسموں کے موقعے پر گائے جانے والے گیت بھی ہیں، کہانیاں، کہاوتیں اور محاورات وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جن کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ قائم خانی تہذیب بھی اپنی ایک الگ پہچان رکھتی ہے۔ چوں کہ ہر ایک معاشرے کا بنیادی اثاثہ، ثقافت اور رسم و رواج

ہوتے ہیں۔ انھی اقدار پر معاشرتی عمارت پختگی سے استوار کی جاتی ہے۔اس لیے ''کسی علاقے، خطے، تعلقے کے رسم و رواج اور لوگ گیت لکھ لیجیے اس علاقے، خطہ، تعلقہ کی تاریخ خود بخود مرتب ہو جائے گی۔'' یعنی کسی بھی قوم یا معاشرے کے بارے میں جاننے کے لیے اس کی ثقافت اور لوک ادب کے متعلق جاننا ضروری ہے۔ ''یہی لوک ادب ہماری مرتب، مہذب اور بہت حد تک مصنوعی نیز شہری زندگی کے مقابلے میں غیر مرتب، دیہقانی اور فطری احساسات و جذبات کا آئینہ ہے۔''[8]

ہر قوم کی ثقافت اور لوک ادب ان کی تمناؤں اور تقاضوں کی تکمیل کا دوسرا نام ہے اور تمدن کی تاریخ کی بتاتی ہے کہ: ''کوئی قوم اپنی تہذیبی اور تمدنی وراثت کو خیر آباد کہہ کر وقتی تقاضوں کے زیرِ اثر زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتی اور اس کے ثقافتی مظاہر مٹ جاتے ہیں۔''[9]

کیوں کہ ہر علاقے اور ہر قوم کا ایک لوک ورثہ ہوتا ہے جو نہ صرف اس قوم بلکہ اس علاقے کے رہنے والوں کی زندگی کی پوری عکاسی کرتا ہے بلکہ اس میں ان کی انفرادیت بھی نظر آتی ہے۔ یہ ورثہ لوگوں کی مذہبی، معاشی، معاشرتی زندگی، رسم و رواج، تہذیب و ثقافت کا مرہونِ منت ہوتا ہے جس میں ماضی، حال اور مستقبل سب ہی کچھ ایک حد تک نظر آجاتا ہے۔ ان میں لوک گیتوں کو خاص مقام حاصل ہے۔ڈاکٹر شازیہ عنبرین اس سلسلے میں رقم طراز ہیں کہ:

> ''یہ کسی قوم کے اجتماعی تجربات ہی ہوتے ہیں۔ جو صدیوں سے عوامی گیتوں، نغموں، ترانوں، قصہ کہانیوں، داستانوں، چٹکلوں، مذہبی نظموں، بھجنوں، بولیوں، ٹھولیوں کی صورت میں نسل در نسل اجتماعی یادداشت کا حصہ بنتے چلے جاتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ ان زبان زدِ عام چیزوں کے اصل خالق کون لوگ تھے اور اس کا پہلا سرا کہاں تلاش کیا جائے، تاریخی شہادتوں اور بعض دوسرے عناصر کی مدد سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کسی لوک گیت یا نغمے کا خالق فلاں شخص گروہ یا قبیلہ ہوسکتا ہے۔''[10]

دنیا کی شاید ہی کوئی زبان یا بولی ہو جس میں لوک گیتوں کا وجود نہ ہو۔ قائم خانی برادری اور ان کی بولی بھی اس ورثہ سے تہی داماں نہیں ان کے لوک گیت راجستھانی اور پاکستانی دو مختلف ثقافتوں کا ملاپ رکھتے ہیں۔ اس لیے ان لوک گیتوں میں مشترکہ قدریں نظر آتی ہیں یہ لوک گیت سینہ بہ سینہ سفر کرتے ہوئے پہنچتے ہیں۔ ''اور یہ گیت روایتوں کے ذریعے زندہ رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ گیت سکہ بند نہیں ہیں جس سے طبیعت اکتا جائے بلکہ یہ گیت زندگی کے ساتھ خوب گھلتے ملتے اور اپنے ماحول کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں۔''[11]

قائم خانی معاشرے میں گائے جانے والے ان لوک گیتوں کے ذریعے اس قوم کے افراد کے مزاج اور کردار کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ان لوک گیتوں میں بچوں کے لیے لوریاں، پند و نصائح، موسموں کے تغیرات، تیج تہوار کے رنگ، سروں کے آہنگ، شادی بیاہ

کی رسومات، خوشی، مایوسی، محبت، رقابت۔غرض ہر موقع کے گیت شامل ہیں۔ان لوک گیتوں کا کوئی اصول مقرر نہیں ہے یہ پشت در پشت چلے آ رہے ہیں اور ''آج بھی یہ لوک گیت، لوک کہانیاں اور لوریاں بہت سے لوگوں کو اپنے بچپن کی طرح عزیز ہیں۔''[۱۲]
چوں کہ قائم خانی بولی ادبی زبان نہیں ہے چنانچہ اس کا لوک ادب اور گیت وہی ہیں جو عوام نے تخلیق کیے یہ ان کے وسیع تر تجربات، مشاہدات، رجحانات اور رسومات کے آئینہ دار ہیں۔ڈاکٹر اعظم گریوی کے مطابق: ''یہ دیہاتی گیت قافیہ ردیف کی بندشوں سے آزاد ہوتے ہیں۔چنانچہ جو لوگ ان میں وجدانیت، الہامات اور ادبِ لطیف کے جویا ہوں گے انھیں سخت مایوسی ہوگی۔''[۱۳]

(۱)

قائم خانی گیتوں کا آغاز ''جکڑی'' سے ہوتا ہے۔قائم خانی گیتوں کے گانے والے پہلے ''جکڑی'' ضرور گاتے ہیں۔ راجستھان میں ''جکڑی'' کے معنی تعریف کے لیے جاتے ہیں۔یہ وہ منظوم تعریفی کلمات ہیں جو بزرگانِ دین یا اولیاء اللہ کی شان میں لکھے جاتے ہیں۔قائم خانی معاشرے میں ''ہانسی کے چار قطب والے پیروں'' کے متعلق محبت اور عقیدت پائی جاتی ہے۔چار قطب کا خاندان فتح پور میں آج بھی آباد رہے اور ''چار قطب والے پیر'' کے نام سے ہی جانا جاتا ہے ان کے اسمائے گرامی ''حضرت جمال الدینؒ''، ''حضرت برہان الدینؒ''، ''حضرت انوار الدینؒ'' اور ''حضرت نور الدینؒ'' ہیں۔یہ ایک ہی خاندان (قطب) سے تعلق رکھتے تھے۔ان بزرگوں کے علاوہ بھی قائم خانیوں کے اجداد میں حضرت شاہ قمر الدینؒ سے عقیدت پائی جاتی ہے جو قصبہ نُو ا ں ضلع جھن جھنوں علاقہ شیخاواٹی (شیخاواڑیں) فتح پور کے رہنے والے مشہور بزرگ ہیں۔آپ قائم خانی تھے مگر چوں کہ آپ کے خلیفہ اوّل حضرت سیّد ہادی شاہؒ تھے اس لیے ان کی نسبت سے یہ ''شاہ'' کے لقب سے معروف ہوئے۔[۱۴] چنانچہ ان کی بھی ''جکڑی'' گائی جاتی ہے اور نیاز بھی دی جاتی ہے۔

چند جکڑیاں شادی بیاہ کے موقعوں پر شادیوں کے گیتوں کے ساتھ بھی گائی جاتی ہیں۔پاکستان ہجرت سے پہلے جمعرات کی رات عورتیں گھروں میں مل کر ''جکڑیاں'' گاتی تھیں اور فاتحہ پڑھ کر شیرینی تقسیم کی جاتی تھی۔آج بھی کچھ قائم خانی عورتیں شادی کے بعد ''میراجی'' کی جکڑی گاتی اور کڑھائی چڑھا کر فاتحہ پڑھ کر شیرینی تقسیم کرتی ہیں اور ایسا نہ کرنے پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شادی زیادہ عرصہ چل نہیں پائے گی۔قائم خانی خواتین پہلے ایک جکڑی ''اللہ'' کی پھر ایک جکڑی ''میراجی'' کی اور ایک جکڑی ''شکروار باباؒ'' (حضرت شکر بارؒ بھی کہا جاتا ہے) کی گاتی ہیں۔

جکڑی سے منسوب ایک منظوم مقولہ جو تقریباً تمام بزرگ قائم خانی خواتین سناتی ہیں کہ بیاہ شادی کے بعد انسان دنیا کے دھندوں میں سب کچھ بھول جاتا ہے اور صرف گھر گرہستی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔

بھول گئے راگ رنگ بھول گئے جکڑی

تین چیز یاد رہ گی لون، تیل، لکڑی ۱۵

(جب کبھی کوئی ''نیاز'' یا درود پاک بھول جاتے ہیں تب بھی یہ مقولہ بولا جاتا ہے)

لوک گیتوں کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف میں جو ''جکڑی'' گائی جاتی ہے جس میں اردو الفاظ کا استعمال کثرت سے ہوا ہے۔اس سے قائم خانی قوم کے مذہبی رجحان اور گھر کے بزرگ مردوخواتین کے احترام کا پتا چلتا ہے۔

''اللہ میاں کی جکڑی''

گئی ھجرت کے دربار مرے اللہ میاں — قدرت باندھی پال مرے اللہ میاں
ایں دنیا میں دو بڑا مرا اللہ میاں — ایک سورج ایک چاند مرا اللہ میاں
اے کُنڑ تاں کُھدایا مرا اللہ میاں — ھجرت تال کھدایا مرا اللہ میاں
کدرت باندھی پال مرا اللہ میاں — گئی ھجرت کے دربار مرا اللہ میاں
اے کنڑ باگ لگایا مرا اللہ میاں — اے کنڑ سینچا باگ مرا اللہ میاں
مالی جی باگ لگایا مرا اللہ میاں — مالنیا سینچا باگ مرا اللہ میاں
اے کن پُھلڑا بُنیا مرا اللہ میاں — اے کن گُونتھا ہار مرا اللہ میاں
سَر دَھر مالن سَرُی مرا اللہ میاں — گئی ھجرت کے دربار مرا اللہ میاں
ھجرت جوگا سَیُوَرا مرا اللہ میاں — بی بی جوگا ہار مرا اللہ میاں
سِئیں پہرا جے سیورا مرا اللہ میاں — بی بی کے گل ہار مرا اللہ میاں
اَیَں دنیا میں دو بڑا مرا اللہ میاں — اک سورج دوجو چاند مرا اللہ میاں
اَیَں دنیا میں دو بڑا مرا اللہ میاں — اک سسر دوجی ساس مرا اللہ میاں
ساسو جی جَایو ڈِیکرو مرا اللہ میاں — سسرو جی لایا دِل چُوڑھ مرا اللہ میاں
اَیَں دنیا میں دو بڑا مرا اللہ میاں — اک سائیں دوجو بیر مرا اللہ میاں
بیر اُڈھاوے چُونری مرا اللہ میاں — سائیں راجا کو اَبْ چَھل راج مرا اللہ میاں ۱۶

ان جکڑیوں سے قائم خانی برادری کی نفسیاتی، روحانی اور مذہبی کیفیت کا پتا چلتا ہے لوگوں کا رجحان کس طرف تھا۔لوگوں کی امیدوں، مایوسیوں اور عقائد کے بارے میں کہ لوگوں کے مزاج اور اس کی کیفیت واضح ہوتی ہے۔درج ذیل ''جکڑی'' بھی اس کی بہترین مثال ہے:

’’جکڑی‘‘

اللہ جنت بنائے ساراں کے لیے اللہ جنت بنائے ساراں کے لیے
ھماں گانڑے بجائے اللہ کے لیے ھماں گانڑے بجائے اللہ کے لیے
ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے
اللہ جنت بنائے ساراں کے لیے اللہ جنت بنائے ساراں کے لیے
ھماں جالڑی بھرائی اللہ کے لیے ھماں جالڑی بھرائی اللہ کے لیے
ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے
ھماں مینڈی سجائی اللہ کے لیے ھماں مینڈی سجائی اللہ کے لیے
ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے
ھماں جوڑے منگائے اللہ کے لیے ھماں جوڑے منگائے اللہ کے لیے
ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے
ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے ھوریں لے گئی محمدؐ نبی کے لیے ۱۷

’’جکڑی‘‘

رِم جھم کا مھیں جوڑا لائی گُل پھولاں کے ھار
مھیں ھار لیے کھڑی رے پیُرو کھولو لال کواڑ
مھیں ھار لیے کھڑی رے پیرو کھولو لال کواڑ
کھولو لال کواڑ ھم جا بھیجو نا، نامراد
مُراد مَانگڑ (ماں گنڑ) آئی رے پیُرؤ کھولو لال کواڑ ۱۸

ایک جکڑی ’’شکر وار بابا‘‘ کی گائی جاتی تھی اور شیرینی بھی تقسیم کی جاتی تھی اس میں عقیدت کا اظہار ہے کہ آپ پر جان نچھاور کروں سونے کا دروازہ سنار سے بنوایا جو سب سے اونچا ہے آپ کی شہرت یا نام دھڑ دھڑ بج رہی ہے۔

’’جکڑی شکر وار بابا‘‘

ڈُونگر اوپر ڈونگری بابا ڈونگر اوپر ڈونگری بابا
سونے گھڑے سنار واری جاؤں بابا کے

اونچا تیرا کوٹ بُلند دروجّہ   اونچا تیرا کوٹ بلند دروجّہ
لکّھ آوے، لکھ جاوے   واری جاؤں بابا کے
بابا مُھارے سر کو تاج   دَھنیڑ(دَھ ے ں ڑ) دھنیڑ تھاَری نوبت باجے
ڈِنکو(ڈِں کَ و) سنو جی اجمیر   واری جاؤں بابا کے
من کو ملیدو بابا سب نے کروں گی   من کو ملیدو بابا سب نے کروں گی
اوپر ہری گلپھڑ   واری جاؤں بابا کے
بُھورَا بھورا بکرا اجیالا چاول   بھورا بھورا بکرا اجیالا چاول
دیگ چڑھی بھرپور   واری جاؤں بابا کے
سَکَر سُوئی کو بابا امرت پانی   سکر کوئی کو بابا امرت پانی
نیِرُ بھرے پنّیار   واری جاؤں بابا کے
حبیب خان آوَ جاتری تھاری بابا   کاکا، بھاؤ، بھتیجا ساتھ
واری آویں بابا کے   واری آویں بابا کے [۱۹]

قائم خانی معاشرے میں والدین کی بہت عزت کی جاتی ہے اور اولاد کے لیے اللہ، رسول ﷺ کے بعد والدین کا حکم فرض مانا جاتا ہے بچوں کو شروع سے ہی والدین کا بڑا درجہ بتانے کے لے ایک جکڑی ''ماں باپ'' کے لیے بھی ہوا کرتی تھی۔

''جکڑی (ماں باپ کے لیے)''

چار کھوٹاں کی چاندنی جیئں پر جلے لوبان   اَیئں دنیا میں کُنڑ بڑو، ایک مائڑ دوجو باپ
باپ تو لاڈ لڈاوے   مائڑ پاؤ کاچو دودھ
ای دنیا میں کن بڑو   ایک سورج دوجا چاند [۲۰]

ترجمہ: اس دنیا میں ماں اور باپ کے سوا کون بڑا ہے باپ لاڈ پیار سے پرورش کرتا ہے اور مائڑ ماں کچا دودھ پلا کر اولاد کو پالتی پوستی ہے اس لیے ماں باپ دونوں چاند اور سورج کی مانند ہیں۔

''میراجی کی جکڑی''

گراں پھکڑی پھیر گے دل گیری   اَیئں مھیں ای کھوس رہنا ہے جی
کیئں دن کوٹھی، کیئں دن محلاں   کیئں دن جنگلاں بسنا اے جی

کیئں دن ھاتھی، کیئں دن گھوڑاں — کیئں دن پیدل چالنا اے جی
کیئں دن کھانڑا کیئں دن لاڈو — کیئں دن پھاکے پہ پھاکا اے جی ۲۱

نعمت خان (جان کوی) کالکھا یہ گیت ملاحظہ کریں:

گیر سمیر بن کجلی پکھیئن مور زہنس — جیؤ چھتری ساکھ میں ساچو قیتال ہنس
قائم اجیاگر جیسے چندن ملیا گر ...... — دیس پت باگڑ رت جیسے بھاگن
راگن پت دیپک باسگ پت ناگن — درگاہ ہو اجمیر جیسے بادشاہ نوشیر
عدل آچھو بٹھانی ہے کہت گہ کبرائے بات مانوساچی — ماکھن میں ثابت سرے ساچو ہی قائم خانی ہے ۲۲

(۲)

لوک گیت یا لوک ادب کی تخلیق زیادہ تر خواص کے بجائے عوام، خاص طور پر خواتین کے ہاتھوں ہوتی ہے لہذا تخلیق فطری جذبات کے تحت ہوتی ہے۔ قائم خانی ثقافت اپنے اندر بے شمار روایات کو سموئے ہوئے ہے اور ان روایات کو نبھانا ان کے لیے باعث فخر ہے۔ ان کی تہذیب میں جس طرح سورج، چاند، بادل اور بارش کا ذکر عزت کے ساتھ کیا جاتا ہے اُسی طرح کچھ باتیں پرندوں کی زبانی بھی کہی جاتی ہیں جیسے، مور، تیتر، اور کوا۔ درج ذیل اشعار بھی اسی نوعیت کے گیتوں کے ہیں:

موریا: مؤریا آچھو بولیے رے ڈھلتی رات کا — ارے مَاروڑیں مھیئں توں بولوں رے مَھاری مَوج سیؤں
تیتر: تیتر بولیا جنگلاں مھیئں، تیتر بولیا رے — مھارو صاحب بولیا بنگلا مھیئں ، تیتر بولیا رے
کاگلیا: کاگلیا توں گورو گورو بول نی رے — مھارو صاحب جی بسے ہیں پردیس رے ۲۳

گیت مزاجاً نسوانیت کے غنائی اظہار کی ایک صورت ہے اور اس کا زمین کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے۔ ۲۴ اسی لیے دیہاتی عورتیں جن کی خوشیاں زمین، بارش اور سورج سے جڑی ہوتی ہیں اپنی خوشیوں کا اظہار گیتوں کے ذریعے کرتی ہیں۔ سورج ان کے لیے کئی معنوں میں اہمیت رکھتا ہے۔ سورج کی گرم گرم کرنوں سے تپش پا کر فصل پکتی ہے، اناج تیار ہوتا ہے۔ برسات سے پہلے جو سورج کی گرمی بڑھ جاتی ہے تب کسانوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب برسات کا موسم جلد آنے والا ہے یہ گیت اسی جذبے اور ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔

سُوریا بیر، بَدلی لاہیئے رَے
جَھالا دے دے توھے بلاؤں
تُوں مھارے دیساں آیئے رے
سُوریا بیر، بدلی لاِیئے رِے

جیٹھ نہ آوَے ، ساڑ نہ آوَے، ساون البت آئی رے
پگ پانڑی پالار کریئے رے
دِوسرُ بدلیاں چھایئے رے
سُورِیا ہیر، بدلی لِایئےُ رِے
پنیہاریاں خوس یالی کر دے، گھراں کے تال بھرائی رے
پنیہاریاں تو گھراں اُڈیکے
ہاری کھیتاں ما آئی رے
سُورِیا ہیر، بدلی لِایئےُ رِے ۲۵

ترجمہ: سورج بھائی آؤ برسات کے بادل لاؤ، جیٹھ اور ساڑھ کے مہینے میں بھی ساون نہیں آ رہا۔ پاؤں جتنا پانی کر دے، تالاب بھر دے نزدیک سے ہی پانی لانا پڑے اور ہاری کھیتوں میں پانی دے دو پیاسوں کو خوش حالی عطا کر دے اور گھر کے تال (تالاب) بھر دے ہاری کو کھیتوں میں پانی دے دو۔

(۳)

قائم خانی برادری کے زیادہ تر افراد اپنی ''نوابی'' ختم ہونے کے بعد زراعت کے پیشے سے منسلک ہو گئے تھے مگر ان قائم خانی کسانوں کے برسوں پہلے بھی وہی جذبات تھے جو آج ہیں۔ موسم اور ماحول بظاہر بدلتے رہتے ہیں لیکن روایت اور ثقافت بہت کم بدلتی ہیں۔ کھیت اور زمین کو ہزار سال پہلے بھی پانی کی ضرورت تھی آج بھی زمین میں پانی کے بغیر فصل بار آور نہیں ہو سکتی جب تک برسات نہ ہوگی یا پانی نہیں سینچا جائے گا، زمین غلہ نہیں دے گی۔ پھر زمانہ چاہے کتنا بھی بدل جائے لیکن کسان تو کھیت، کھلیان، بادل، برسات، بہار اور پُروا ہی کے گیت گائے گا۔

درج ذیل گیت ''چھن ایک چلو'' بھی اسی بات کی نمائندگی کرتا نظر آتا ہے۔

''چھن ایک چلو'' (برسات کا گیت)

چھن ایک چلو، پُروا بھانڑ میہاں لے مھارے لگ ری چاؤ
چھن ایک چلو، پروا بھانڑ
دو اِک گھڑی رِڑکو دے دو تو تھالی بھر جائے آنگن کے مائیں
چھن ایک چلو، پروا بھانڑ

چھن چھن بھر جائے سرور تال میھاں لے مھارے لگ رِی چاؤ
چھن ایک چلو، پروا بھانڑ۲۶

ترجمہ :بادل آرہے ہیں تھوڑی دیر پانی برساؤ، ہوا بہن! ہمیں شوق ہو رہا ہے کہ ہمارے پاس رک کر تیز بوندیں برساؤ، اک گھڑی رک جاؤ، دو ایک گھڑی پانی دے دو تو بڑی بات ہوگی صحن بھر جائے گا تالاب بھر جائیں گے۔

(۴)

قائم خانی برادری میں قبل از تقسیم، راجستھان میں ''تیج کا تہوار'' بڑے جوش وخروش سے منائے جاتے تھے اب پاکستان میں عوامی سطح پر اس کا اہتمام نہیں ہوتا (تاہم شادی شدہ لڑکیاں (سہاگنیں) ساون کی تیج پر اپنے میکے سے بلاوے کا انتظار کرتی ہیں)

ہندو دھرم کے مطابق یہ تہوار دیوی، دیوتا سے منسوب ہے۔ تیج بھی ایک دیوی کا تصور ہے اور ہندو شاستروں میں اس کا تصور ملتا ہے۔ یہ تہوار ساون کی تین تاریخ کو منایا جاتا ہے۔

اس تہوار کی تیاریاں یوں تو ساون کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہیں تاہم برسات کا ایک مہینہ بیت جانے کے بعد ہی اس پر شباب آتا ہے اس لیے یہ ہریالی کا تہوار بھی کہلاتا ہے۔ مون سون کی بارشوں سے ہر طرف سبزا اور ہریالی ماحول کو خوش نما بنا دیتی ہے۔ بڑے پیڑوں کی موٹی شاخوں پر ''جھولے'' ڈالے جاتے ہیں۔ جھولوں کے اس موسم میں جہاں نوجوان لڑکیاں ترنگ میں ہوتی ہیں وہیں معمر خواتین اپنے شوہروں کے لیے سکھ، تندرستی اور کام یابی کی دعائیں مانگتی ہیں۔ قائم خانی معاشرے میں ایک لباس ''لہریا، لہریو'' ہوتا تھا اب اس کا استعمال کم ہوتا ہے تاہم خواتین تیج تہوار پر ''لہریے کی چنری'' (جو خاص راجستھان سے تیار ہو کر آتی ہے) اوڑھنا پسند کرتی ہیں۔

شادی شدہ خواتین کے میکے سے اور جن لڑکیوں کی ''سگائی رمنگنی'' ہو چکی ہوتی ہے ان کے سسرال سے کپڑے، جوتے، چوڑیاں، مٹھائی، خشک میوہ جات اور پھل آتے ہیں اس رسم کو ''سندھارا'' کہتے ہیں جو خواتین یہ سندھارا لے کر آتی ہیں انھیں بھی کپڑوں کا جوڑا دیا جاتا ہے۔

قائم خانی معاشرے کا معدوم ہوتا ادبی اور تہذیبی ورثہ بے شمار لوک گیتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے باوجود یہ صرف ذہنوں میں محفوظ ہے۔ کیوں کہ قائم خانیوں کی نئی نسل کو ان گیتوں سے کوئی خاص شغف یا قلبی تعلق نہیں ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ یہ گیت تمام خواتین اور بچیوں کو از بر ہوتے تھے۔ اس لیے سب مل کر گاتی تھیں۔ اب سینہ در سینہ سفر کرنے والے ان گیتوں کے نقوش مٹتے جا رہے ہیں، بزرگوں کو بہت سے گیتوں کے صرف چند ایک مصرعے یاد ہیں۔ ''ہریالی تیج کے تہوار'' کا ایک گیت ملاحظہ کریں جو ہجر کی ماری ایک نو بیاہتا سہاگن کے اذیت ناک لمحات کا بیان ہے۔ جس کا شوہر پردیس میں مقیم ہے۔

سَاجن   ساون   کی   سُورنگی   آئی   بہار   پَپّیہُو   بولے   پانی   رس   کے
آئیگو   آئیگو   تھارِی   تیج   گو   تِہوُار   آجا   رَہے   مَانڑی   گونی   بس   کی
ساجن   ساون   کی   سُورنگی   آئی   بہار
ساجن   ساون   کی   سُورنگی   آئی   بہار
پرنیہا   ساون   کی   سُورنگی   آئی   بہار

اَے سُونی سیجاں سَوگُوں بھولی بائی سا کا بِیَر   اِئی سَاسَرا کا نی سُکھ، جا اُو جُوں مھارے پِیَر
تھارا وعدہ جُھوٹا کھینچے پانڑی پا لاکیر   یا بڑھتا ہی جاوے رے بھیّا دُھوپڑی کو چیر
ساجن   ساون   کی   سُورنگی   آئی   بہار

اے پَرسُوں کے دن آگیو بھولی پَر بھاتی کو بیند   اُوں اَیکلی سیجاں میھں، منّے کیاں آوے نیند
یا اُوپڑی پنچھیڑی اُوپر کَس لے گُونا جیند   اُو ساون کو مینو جیئں آجا جُھولا اُوپر ہینڈ
آگیو   آگیو   تھاری   تیج   کو   تہوار
آجا   رے   مَانڑی   کونی   بس   کی
ساجن   ساون   کی   سُورنگی   آئی   بہار
پپیہو   بولے   پانی   رس   کے ۲۷

ترجمہ: ساجن ساون کی رنگین بہار آ گئی ہے۔ پپیہا بھی پانی دیکھ کر بول اٹھا ہے تمھارا تیج کا تہوار آ گیا ہے اب انتظار ہمارے بس میں نہیں ہے۔ بھولی نند کے بھائی تنہا سیج اداس ہے۔ مجھے سسرال میں کیا سکھ ملا میں واپس میکے چلی جاؤں گی۔ تمھارا وعدہ تو ایسا جھوٹا ہے جیسے پانی پہ لکیر کھینچنا یہ دھوپ کی دراڑ کی مانند بڑھتا جا رہا ہے میری سہیلی کا دولہا بھی پرسوں آئے گا تب مجھے اکیلے کیسے نیند آئے گی تو کیوں نہ تیز گھوڑی پر زین کس لو اور جلد آ جاؤ تاکہ جب ساون کا مہینا آئے تو مجھے جھولا دے سکو۔

تیج کے موقع پر مختلف قسم کے گیت گائے جاتے ہیں اس موقع پر گایا جانے والا یہ گیت ملاحظہ ہو۔

ساون یا ساونڑ

آئی   آئی   ساونڑ   یارِی   تیج   آئی   آئی   ساونڑ   یارِی   تیج
ھوڈ کُھدا دِیوُ مھارا جَلن جل جامِی باپ   آئی   او   ساونڑیا   کی   تیج   بائی   جَھلیا

آئی آئی ساونڑ یارِی تیج آئی آئی ساونڑ یارِی تیج
ھنڈ وَلا دِلا دَیو جی ماں کا جایا پیر آئی او ساونڑیا کی تیج بائی ھِینڈسی
آئی آئی ساونڑ یارِی تیج آئی آئی ساونڑ یارِی تیج
گھالیو ہِکھلائیو پڑیو چنبیلی ڈال ھِینڈن والی بیٹھی ممتاج بائی ساسرے
آئی آئی ساونڑ یاری تیج آئی آئی ساونڑ یاری تیج
چُنڑِی رَنگا دَیو جی ماں کا بیر آئی او سَانوِڑیا کی تیج بائی اَوڑسی
آئی آئی ساونڑ یاری تیج آئی آئی ساونڑ یاری تیج
رنگی رنگائی چنڑی پڑیو رَنگُرتیج یاں اَوڑھن اَلی بیٹھی مُمتاج بائی ساسرے
آئی آئی ساونڑ یاری تیج آئی آئی ساونڑ یاری تیج ۲۸

ترجمہ: اس گیت میں ایک شادی شدہ لڑکی جو "سسرال" میں ہے اس کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ وہ کہتی ہے: ساون کی تیج آ رہی ہے۔ اے میرے باپ! میرے لیے ایک حوض بنوا دو کہ میں گرمی میں جھلس رہی ہوں، اے میرے بھائی! میرے لیے جھولا بندھوا دو تمھاری بہن جھولا جھولنے کی خواہش رکھتی ہے۔ بھائی کہتا ہے چمبیلی کی ڈال پر جھولا پڑا ہے لیکن میری بہن ممتاز تم سسرال میں ہو، تب بہن کہتی ہے میرے لیے ایک دوپٹہ رنگا دو۔ بھائی کہتا ہے رنگریز کے پاس چنری رنگی ہوئی ہے مگر اوڑھنے والی سسرال بیٹھی ہے۔

تیج کا یہ گیت ایک ایسی لڑکی کا ہے جسے تہوار شروع ہونے پر میکے سے اس کا بھائی لینے نہیں آیا

گیت

ساون لو آیو سَیّاں مُوں سُنڑیو آیو رَو جیٹھ اَپار مَہیّاں جھڑ مُڑیو
آو ویرا جی بَسو آنگڑے پوچھونی مَنڑے رِی بات مہیاں جھڑ مُڑیو
مٹی منگاواں ویرا چِکنی چولا گھڑاواں چار مہیاں جھڑ مُڑیو، مہیاں جھڑ مُڑیو
ہیکے رَندھاواں لاپسی دُوجے تَڑوں کِسار مہیاں جھڑ مُڑیو، مہیاں جھڑ مُڑیو
تیج رَندھاواں کھیچڑی چوتھے چُندلیے رَوساگ مہیاں جھڑ مُڑیو، مہیاں جھڑ مُڑیو
سَالو بَہنوئی دَہیم لو کَرو نی مَن رَے بات مہیاں جھڑ مُڑیو، مہیاں جھڑ مُڑیو ۲۹

ترجمہ: میں نے بھی سن لیا ہے کہ ساون آ گیا ہے۔ جیٹھ کی بے کراں تپش موجود ہے۔ برسات کی جھڑی لگ گئی ہے۔ میرے بھائی

آ ؤ میرے آنگن میں بیٹھو مگر میرے دل کی بات مت پوچھو برساست کی جھڑی لگ گئی ہے۔میں نے چکنی مٹی منگوائی ہے اور چار چولھے تیار کیے ہیں اک پر لاپسی دوسرے پر دال تلواؤں گی، تیسرے پر کھچڑی، چوتھے پر چولائی کا ساگ پکواؤں گی۔ سالا اور بہنوئی ساتھ بیٹھ کر کھانا لیکن دل کی بات مت پوچھنا کہوں کہ برسات کی جھڑی لگ گئی ہے۔

(۵)

شادی بیاہ کی رسومات میں ہر موقع پر گیت گائے جاتے ہیں چنانچہ جب قائم خانی سماج میں شادی کی تاریخ طے ہونے کے بعد ہلدی کی گانٹھ (گرہ) بھیجی جاتی ہے اس میں ایک چٹھی خط میں نام، نسب اور شادی کی تاریخ درج ہوتی ہے اس میں بھیگی ہوئی ہلدی کے چھینٹے ڈالے جاتے ہیں۔ساتھ ایک ناریل جس کا غلاف موتیوں سے بنایا جاتا ہے۔شگون کے لیے بھیجا جاتا ہے، پھر سب مل کر ناریل اور چھٹی کھولتے ہیں۔تب یہ گیت گائے جاتے ہیں۔

گھٹے اَو آیا بڑلا لاڑ بنڑا جی	کِتھے سئیں آیا بڑلا بُوندی جُھولیا ناریل
کیوں کر جُھولیا بڑلا کیوں کر جھولیا ناریل	موتی لال بنڑا جی، موتی لال بنڑا جی
ھَنس ھنس جُھولیا بڑلا، مل گت جھیلنا ناریل	کھٹے میلیا بڑلا کھٹے مہلیا ناریل جی
پیسّاں میلیا بڑلا چھانجاں میلیا ناریل	کھٹے میلیا بڑلا کھٹے مہلیا ناریل جی ۳۰

☆

شادی کی رسومات کا آغاز تو منگنی (جسے ''سگائی'' کہا جاتا ہے) سے ہو جاتا ہے پھر تاریخ طے کرنے کے بعد ''مایوں'' کی رسم ہوتی ہے جیسے بان بیٹھنا کہا جاتا ہے۔اس میں شادی سے سات روز پہلے دولھا اور دولہن کا چہرا (روپ) نکھارا جاتا ہے۔یہ تیل چڑھانا اور ہلدی لگانے کو بان بیٹھنا یا ''پیٹھی'' کی رسم کہتے ہیں ''پیٹھی'' ہلدی کو کہا جاتا ہے جس میں گندم کا آٹا، ہلدی اور تیل ملا کر آمیزہ تیار کیا جاتا ہے پھر ایسی سات سہاگنیں دلہن کو اور دلہا کو اس کے رشتہ دار لگاتے ہیں۔اس موقع پر بھی گیت گائے جاتے ہیں ایسا ہی ایک گیت ملاحظہ ہو:

مھاَرِی ھَلدی رَے رنگ سُرنگ مَلواے	ھلدی ملے پنساری رِی ھَاٹ بنڑے رے رنگ چڑھے
لاؤ رے بابوسا چتّر سجان ھلدی ملو اَے	مَا تا رَے مَن کوڑ گھنڑو ھلدی رورنگ سرنگ
لاؤ رے او کا کوسا چتر سجاں ھلدی ملو اے	واری کا کئیاں رے من کوڑ گھنڑ وھلدی رورنگ سرنگ

(باری باری تمام رشتے کے نام لے کر گایا جاتا ہے) ۳۱

☆

شادی بیاہ کی ہر رسم، ہر تقریب کے یہ گیت عام انسان کے جذباتی رشتوں اور تہذیبی قدروں کا آئینہ ہیں یہ عوام کی آرزوں

،ملاقاتوں اور امنگوں کے ایسے گیت ہیں جن کی تخلیق پر بڑے سے بڑا شاعر بھی قادر نہیں ہو سکتا۔۲۳ ذیل میں ملاحظہ کیجیے ہلدی کا ایک گیت جو لڑکی (دلہن) کے لیے گایا جاتا ہے۔(پہلے لڑکی کے بالوں کی باریک چوٹیاں بنا دیتے ہیں اس رسم میں ایک ایک کر کے وہ کھولتے ہیں اور تیل لگاتے ہیں)

گیّوں اے چٹّرو رو اُبٹنو مائی چَمیلی کو تیل
اِب لاڈو بیٹھو ابٹنو
آ آئے مھاری دادیاں نَر کھولو آ اے مھاری ماتا نر کھولو
تھیں نرکھیاں سکھ ہوئے اِب لاڈو بیٹھو ابٹنو
کوئی تیل پھلیل چمبیل گھنڑو چمپا کی کالیاں سگنڈ گھنڑو
لاڈلا را من مھیں گھانٹ گھنڑو
(لگتا ہے دولہا کے دل میں پیار بہت ہے)

☆

دلہا دلہن کو شادی سے ایک روز پہلے تیل مہندی لگائی جاتی ہے اس رسم میں بھی تمام رشتے دار خواتین اکھٹی ہو کر گیت گاتی ہیں۔مہندی کا گیت ہے ملاحظہ کیجیے:

مہندی

جئے پُورجا سیّوں چُونڑ لیّا جیوسا، مہندی لاکھاں کی
چُونڑ اُوڑھ آنگن ماں پھرسی راجا، مہندی لاکھاں کی
جُو داڑوں تھیں جاوَ ٹیکی لیا جیوسا، مہندی لاکھاں کی
میرٹھ جاوے بھنور سا مھندی لیا جیوسا، مہندی لاکھاں کی

☆

قائم خانیوں میں رسم تھی کہ دولہا کو تیار کر کے مسجد یا درگاہ پر لے جاتے تھے اور نکاح سے پہلے وہاں سلام کیا جاتا تھا۔اس موقعے پر جکڑیاں گائی جاتی تھیں اور شیرینی (مٹھائی جس کو سیرنی کہتے ہیں) تقسیم ہوتی تھی اب یہ رسم متروک ہو چکی ہے لہٰذا یہ جکڑی بھی نہیں گائی جاتی البتہ مسجد میں دو نفل حاجات کے پڑھائے جاتے ہیں۔اس جکڑی میں حضرت پیر صاحب (ہانسی کے چار قطب سے سہرا باندھنے، گھوڑے چڑھنے کے وقت حاضر رہنے کی التجا کی جاتی تھی۔

''جکڑی''

پیرؔ سَیؤرَا تے بھیجا مَیجد سَیؤرَا باندھوں کیوں نی مھارا پیر
ہاجر رَجھو مھارا پیر پیر جی گھوڑلا تے بھیجا میجد ماں
پیر جی سیرنی تے بجھی میجد ماں سیرنی بانٹو مھارا پیر میجد ماں
میجد ماں ہاجر رجھو مھارا پیر کھڑا رجھو سَانچ پیر میجد ماں

☆

بارات کی روانگی سے قبل ایک ''بندولے'' کی رسم ہوتی ہے کیوں کہ دولہا کو ''بینڈ'' کہتے تھے۔ لہذا اس رسم کو بندولہ بھی کہا ہے اور اس رسم کو ''نکاسی'' بھی کہتے ہیں یہ وہ وقت ہوا ہے کہ جب دولہا کی شان کسی راجہ سے کم نہیں ہوتی اب دولہا گاؤں میں گھوم پھر کر سب سے دعائیں اور پیار لیتا ہے اس کے پیچھے سہ بالا (شہہ بالا) بیٹھا ہوتا ہے جو کسی دوست کو بنایا جاتا ہے باراتی سب پیچھے پیچھے آتے ہیں۔

بارات کی روانگی کے موقع پر یہ گیت گایا جاتا ہے جس کے بول آسانی سے سمجھ میں آ رہے ہیں۔ سب رشتوں کے نام باری باری لے کر گایا جاتا ہے کہ دولہا تم کیوں اداس یا چپ ہو سب تمھارے ساتھ ہیں:

تُوں کیسَریا کیوں انڑا منڑا تھارا دَادا سَا تھارے ساتھ
توں کیسریا کیوں انڑا منڑا تھارا بابو سا تھارے ساتھ
تھاری گھوڑی کے گُنگھرو باجتے باجے ڈھلتی رات
تو کیسریا کیوں انڑا منڑا تھارا کاکو سا تھارے ساتھ
تھاری گھوڑی کے گھنگھر باجتے باجے ڈھلتی رات

☆

قائم خانی تہذیب میں ''داماد'' (جوائی) کو بہت عزت دی جاتی ہے جب دلہن کی رخصتی ہو رہی ہوتی ہے تب دلہن کے گھر والے اپنے داماد کے لیے گیت گاتے ہیں۔

گوری گوری مٹکیاں ماں دھی جمایو جی اور اج رے چڑھتا جوائی سا سگن وَدھاوے جی او راج
آج کی گھڑی مھارے اَمر پنڈھاوے جی اوراج سب رِی گھڑی مھارے سکھ کے وداوے جی اوراج
جاتی بارات کا سگن ودھاوے جی اور اج بائرِیو توں ڈِھیمو مورڑ چال

مُھڑَ لا اے ڈِھمو مَڈُرو برس بِجلیاں اے ڈھیمے مدری کھینو
چڑھتا کنور سا کا چمکے گھوڑ لاجی او راج سب ری گھڑی مھارے سکھ کے وداوے جی اوراج

ترجمہ: صاف نئی مٹی کی مٹکیوں میں دہی جمایا ہے جوائی (داماد) آرہا ہے شگون بڑھ رہا ہے آج کی گھڑی میرا کام اچھا ہو جائے (عزت رہ جائے) بارات روانہ ہو رہی ہے شگن اچھا ہو، ہوا تو دھیمے چلنا برسات دھیمے برسنا بجلیاں دھیمے کڑکنا دولہے کا گھوڑا چمک رہا ہے۔

☆

بارات کا یہ گیت تمام رشتوں کے بھائی چارے کو بھی ظاہر کرتا ہے اور باہمی محبت کا ثبوت بھی ہے کہ قائم خانی معاشرے میں سب مل کر رہتے ہیں۔ اس میں گایا جا رہا ہے کہ جان (بارات) تیار ہے دادا کے لاڈلے کی اور باپ اس کی رونق بڑھا رہا ہے۔ اسی طرح تمام رشتوں کے نام لے کر گایا جاتا ہے۔

جانْ چڑھے دادا سا کا جوڑ بابو سا جان سدھار جی
جان چڑھے بابو سا کا جود بِیرا سا جان سدھار سی
جان چڑھے دادا سا کا جود کاکا سا جان سدھار سی
جان چڑھے نانا سا کا جود ماما سا جان سدھار سی
جان چڑھے ساجنیہ کا جود جیجا سا جان سدھار سی ۳۳

(۱۴)

دولہا کی سہرابندی کے موقعے پر گائے جانے والے درج ذیل گیت میں زبان بہت سہل ہے اور ٹیپ کا مصرعہ ''بنا سر سیورا'' سر بنانے کے لیے ہے۔

سہرابندی کے موقع پر گایا جانے والا گیت

یا کنڑ گوندھ لائی سَیوَرا یا کنڑ لایا ہے باغ بنا سرُ سیورا
یا کنڑ بیج بڑیائے کنڑ گونتھا ہے ہار بنا سرُ سیورا، بنا سرُ سیورا
اُڈتی تو باندھی چڑکلیے لال لگے لکھُ چار سر دھر مالنڑ نی سر مالن مصر ہے آئی بِچلے چوک مَھْں
لوگ مَیّاں یوی کھوئے اے یا مالڑی کی یا مالڑن رِکت جاوَے بنا سرُ سیورا، بنا سرُ سیورا
آئی بچلے چوک مھاں گاہک پھرُ پھرُ جا یاں کنڑ سیورا کا گاہک کی اے یا کنڑ کھرچ لدائے
گھنڑا اَے لاڈلے کا بیاہ اے بنا سرُ سیورا، بنا سرُ سیورا

ترجمہ: یہ کون سہرا گوندھ کر لایا۔ مالن نے سہرا گوندھا باغ سے لا کر پھول، اس پر اڑتی ہوئی لال پٹی لگائی اور چوک کے بیچ اسے بیچنے آئی سب گاہک آئے آخر دولہے کے بھائی نے خریدا دوسرے بھائی نے قیمت دے دی درمیان میں سے دولہا سہرا لے گیا۔

☆

بارات کے موقع پر گائے جانے والے اس گیت میں بھی بھائیوں کی محبت کی چاشنی گھلی ہوئی ہے

نُوں مَتْ جَانِیَے رَے بَنّہ اِیَکلا
بَھائیاں کی جوڑی، تیرے ساتھ
بنہ لَونگ بکھیریئے
لونگاں میں اُٹھے رے مَہکار
بنہ پھول بکھیریئے ۳۴

☆

چوں کہ یہ گیت قافیہ ردیف کی بندشوں سے آزاد ہوتے ہیں۔ لہذا یہ گیت فنی اصولوں پر پورا نہیں اترتے مگر گانے والی دیہاتی خواتین ان کی لے اور آہنگ کا خیال رکھتی ہیں درج ذیل گیت ملاحظہ کیجیے جو دولہا کے گلے میں پھولوں کا ہار پہناتے وقت ''پھول مالا'' کا گیت گایا جاتا ہے:

پَلکْ رہی اَو چِلکْ رَہِی اَو پُھول مَالا — او پھول مالا بَنْڑے کے گلے میں سَاجے
اوبنَّڑے تُو دادا سَا گا پیارا — تھاری دادی سا اوپر واری او پھول مالا
اَو بَنڑو تھارو بابا سَا گو پیاَرو — تھاَرِی مَاں سا اوپر واری او پھول مالا
پَلکْ رہی اَو چِلکْ رَہِی اَو پُھول مَالا — اِیسوَ مَھارَے لال گاگا سَا گا پیارا
گا رِکیّاں اُوپر واری سَا پُھول مالا — او تو مھارے لال جِیجُو سا کا پیارا
بائِی جی اُوپر واری سا او پھول مالا — او تو مھارا لال ماما سا کا پیارا
مَامِی سَا اُوپر وَارِی سا او پھول مال — پلک رہی چِلکْ رہی چمک رہی پھول مالا ۳۵

(۱۷)

یہ لوک گیت کب لکھے گئے؟ شاعر کون ہے؟ معلوم نہیں، بس سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والے ان گیتوں کا سفر جاری رہا ہے۔ اس طرح یہ لوک گیت صدیوں پرانی قائم خانی بولی اور اس کی تہذیب کے سچے محافظ ہیں۔ جس طرح کہ قائم خانی تہذیب میں شادی کی رسومات بہت دھوم دھام سے ادا کی جاتی تھیں اکثر شادی کی بارات دوسرے دیہاتوں سے آتی تھیں اور کئی دن تک انھیں ٹھہرایا

جاتا تھا اس مقصد کے لیے برأت کے قیام کے لیے جہاں انتظام کیا جاتا تھا وہ ''ڈیرا'' کہلاتی تھی۔ ''ڈیرا'' دیکھنے کے لیے خواتین خصوصاً لڑکیاں بہت متمنی ہوتی ہیں۔ شوخ اور چنچل لڑکیاں جب ''ڈیرا'' دیکھنے جاتی تو گیت بھی گاتی جاتی تھیں جس سے راہ گیر سمجھ جاتے تھے یہ عورتیں ''دولہے'' کو دیکھنے جا رہی ہیں:

گیت

جَلا رَے مھے تو تھارُو ڈیرا دیکھن آئی رَے جلاَل	جلا رے مھے تو تھارو ڈیرا دیکھن آئی رے جلال
جلا رے مھے تو راج را ڈیرا دیکھن آئی رے جلال	جلا جی دیکھی تھارے ڈیرے کی چترائی او جلال
جلا رے راجان مائیلو راج بھلورا ٹھوری او جلال	جلا رانیاں مائیلی رانی بھلی بھانریانی رے جلال
جلا رے چھنٹیاں مائیلی چھینٹ بھلی ملتان او جلال	جلا رے رُپیاں مائیلی رُپیو بھلو بجے ساہی رے او جلال
جلا رے راتوں دھن ری آں کھنڈلی بھلو بجے ساہی رے او جلال	جلا رے راتوں دھن ری آں کھنڈلی فاروقی رے او جلال
جلا رے تھے تو مھاری سارڑی نی پوچھی رے او جلال	جلا رے مھیئں تو تھاراں ڈیرا نرکھن آئی رے او جلال ۳۶

مفہوم: اے دولہے۔ ہم تمھارا ڈیرا دیکھنے آئے ہیں۔ تمھارے ڈیرے کی چترائی بہت دیکھی ہے تم بتاؤ راجیوں میں کون سا راجیہ اچھا ہے؟ شہروں میں کون سا شہر اچھا ہے؟ رانیوں میں کون سی رانی اچھی ہے؟ اور چھینٹوں (کپڑے کی ایک قسم) کون سی چھینٹ اچھی ہے؟ اور روپیوں میں کون سا روپیا اچھا ہے؟ آخر میں کہتی ہیں اے دولہا تم نے اب تک ہماری ساڑی نہیں دیکھی بتاؤ ہم نے کون سی ساڑی پہن رکھی ہے؟ یہ گیت اس وقت کا ہے۔ راٹھوڑی راج مشہور تھا اور بھاٹیوں کی رانی سب سے اچھی تھی ایک کپڑا ملتانی چھینٹ عورتیں بہت پسند کرتی تھیں اور جودھپور کے راجا جے سنگھ کے سکہ کی قیمت بڑی تھی جسے بجے شاہی روپیہ کہا جاتا تھا۔

☆

روایتوں کے ذریعے زندہ رہنے والے یہ گیت آج بھی زندہ ہیں کیوں کہ ان کو گانے والی خواتین اپنی تہذیب و اقدار سے محبت کرتی ہیں۔ شادی کے گھر میں خوشی کے ماحول کا ساتھ دیتا یہ گیت ملاحظہ کیجیے ۳۷:

چیل گاڑی

بنڑے کی دادیاں ساھزادی
گُرُبانتی نے لے گئی چیل گاڑی
واہ۔ رے ڈئیوَر تھاری چھاتی
نہ اَسمانَ نہ جمینَ، اَدھ بیچ میں چلائے رَے چیل گاڑی

بَنّڑے کی دادیاں ساھزادی
لاڈُو بانٹتی نے لے گئی چیل گاڑی
واہ رَے ڈَلیُورَ تھاری چھاتی
نہ اسمان نہ جمین، ادھ بیچ میں چلائے رے چیل گاڑی

بَنّڑے کی بھانُوَراں سائزادی
آرتی کَرتی نے لے گئی چیل گاڑی
واہ رے ڈلیور تھاری چھاتی
نہ اسمان نہ جمین، ادھ بیچ میں چلائے رے چیل گاڑی ۳۸

☆

شادی کا گیت

(بھابھی دیور کی شادی میں گاتی ہے)

بھابھی: صَافہ مَلا دُوں دیور جی سَوا لاکھ کا جی
ہاں جی مھارا دیور اِک بار باندھ دِکھا دو جی
دیور: صافہ تو بھابھی میرا بِیرا باندھ سی جی
ہاں میری بھابھی بیرے کا ہے سَخَت مجاج
بھری کَچیڑی میں لے لے مَیرا ماجنا
شَالُوڑا مُولا دُوں گھنَے مَول کا جی
ہاں میری بھابھی اک بار اُوڑھ دکھا دو جی

بھابھی: تھوڑا سا دِناں کا دیور جی جَگ میں جیُوڑاں
شَالُو ڑا تو میری دُورانی اُوڑھ سی جی
ہاں مھاروں دیور دورانی کا کَرڑاں مجاج
دیَر جھِٹانیاں میں لے لے مھَارا ماجنا
تھوڑا سا دِناں کا دیور جی جگ میں جیوڑاں

☆

درج ذیل گیت میں بھی ٹیپ کا مصرعہ ہے، جس کا کوئی خاص مفہوم نہیں ہے مگر گیت گانے میں اچھا لگتا ہے:

دیورانی کی طرف سے جٹھانی کے لیے گیت

جَیٹھ کے چُوبارے اُوپر بادِلی پِرّاں جَیٹھ کے جَیٹھانی لاڈلی جِیراں
جُھگالی رانی بادِلی جیراں کہ سُتی (سوتی) برفی کھا

جھکالی رانی بادلی جیراں، جیٹھ کے چوبارے اُوپر بادلی پِراں

جیٹھ کے جیٹھانی لاڈلی جیراں اِک دن برفی نہ ملی جیراں
جیئں رُوسی رُوسی پیُھریے نے جا سُسَّرا جی مَناون جا

جھکالی رانی بادلی جیراں، جیٹھ کے چوبارے اُوپر بادلی پِراں

تھارِی مَنائی سسرا، نہ منوں جیراں جیٹھ کے جیٹھانی لاڈلی جیراں
بھیُجوں بھیجو بڈّلا پُوٹ دیور جی مناون جا،

جھکالی رانی بادلی جیراں، جیٹھ کے چوبارے اُوپر بادلی پِراں

جیٹھ کے جیٹھانی لاڈلی جیراں تھاری منائی دیور نہ منو جیراں
جے بھیجو بھیجو مُو بڑا پر صاحب مَناوَن جا

جھکالی رانی بادلی جیراں، جیٹھ کے چوبارے اُوپر بادلی پِراں

جیٹھ کے جیٹھانی لاڈلی جیراں لی لاسا گھوڑا ہنڈ سرڑاں جیراں
جاں کی تو توڑی سُوٹھ کی جیراں آدھے رَستے میں سُرڑا لا

جھکالی رانی بادلی جیراں، جیٹھ کے چوبارے اُوپر بادلی پِراں

اَو جوں اَیں نہ جاؤں صاحب روٹھے جیراں اَو جوں نہ اُسو جاؤ مھارے پِراں
تھاری تو کھاسا باجری جیراں تھاری تو بجاؤ حاجری جیراں

جھکالی رانی بادلی جیراں، جیٹھ کے چوبارے اُوپر بادلی پیراں

☆

شوخ اور چنچل گیتوں کی یہ مالا شادی بیاہ کے موقع پر خوب جچتی ہے اسی ہنسی مذاق میں ''نند'' کی شادی پر اس کی بھابھی پر طنز کیا جاتا کہ جب شادی کے بعد نند کا شوہر ''نندوئی'' اسے لینے آئے گا تو بھابھی کس طرح ہر بات بہانے بنا کر اسے تنگ کرے گی۔

’’نندوئی سا‘‘

گھنڑے دِناں سُوں آیا اَو جی نندوئی سَا
گھنڑے دناں سَیں آیا پاؤ نا

حیدرآباد سُوں آیا اُو جی سَالا ہیلی　　ٹنڈے کرے اے مقام اُو جی نندوئی سا
مھارے کوٹھرے مُھنیں بیٹھنا دے دیتی　　مھارے کوٹھرے میں لگ گیا اے تالا نندوئی سا

گھنڑے دناں سوں آیا او جی نندوئی سا

تنَے کڈھی اَو پھلکا پو دیتی　　مھاری پڑوسن نَے گھالی نی چھاچ نندوئی سا
تنَے گوشت پُوری پَو دیتی　　مھاری مارکیٹ میں لاگ ری ہڑتال نندوئی سا

گھنڑے دناں سوں آیا او جی نندوئی سا

تنے چاوَلاں گا بھات رَندا دیتی　　مھارے رَسوئیاں گے لاگ رَا اَے لیٹو نندوئی سا
تنے رُوپیّہ سَلامَ گا دَے دیتی　　تھارے سالے نے بھیجا نہیں گھرچ نندوئی سا

گھنڑے دناں سوں آیا او جی نندوئی سا

تنے گاڑی جوڑ گھلاّ دیتی　　مھارے باوُڑے کی مَر گئی رَانڈ نندوئی سا
تنے موٹر جوڑ کھلا دیتی　　مھارے ڈرِیورِیے کے چلّما اَے پُوت نندوئی سا

گھنڑے دناں سوِں آیا او جی نندوئی سا

مھاری بائی جی نے ساتھ تیرے کر دیتی　　مھاری بائی جی کا کڑڑا سواپ نندوئی سا
تھنیں تو آئے اُو سے اِئی چلے جاؤ گے　　مھارا رَستے میں چٹے گا اَے گھنیت

گھنڑے دناں سو ں آیا او جی نندوئی سا

تھام پھاکا چنے کا مت مار لیو　　مھاری پڑوسن کا اُوں میں اِئی اَے بیر نندوئی سا

گھنڑِے دِناں سُوں آیا اَو جی نندوئی سَا
گھنڑے دناں سَیں آیا پاؤ نا

☆

چھوٹے دیور کو ہنسانے کے لیے بڑی بھابھی کھٹل کا گیت گاتی ہے:

''کھٹمل''

اَچھّا مَھارَا کھٹمل، پیارا مھارا لٹوا ذرا ئی دیوَریا نے سوپا دے

اِچھا مھارا کھٹل، پیار مھارا لٹوا کھٹل چڈھ گیا کھڑکی

مھارا دیور مارے کھلکلی اَچھا مھارا کھٹل، پیارا مھارا لٹوا

اِب کے پیپَرِیے نَے جاؤں رَے کھٹل تیرے کُرتا ، ٹوپی لاؤں رے کھٹل

اَچھا مھارا کھٹل، پیارا مھارا لٹوا مھاری تھالی میمھ اَے بتاشا

مھارادیور کرے اَے تماشا اَچھا مھارا کھٹل، پیارا مھارا لٹوا

☆

ان گیتوں میں کبھی کبھی تخیل کی شوخی مشاہدہ کی جگہ لے لیتی ہے اور چھوٹے دیور اور بھابھی کا رشتہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ جہاں چھیڑ چھاڑ اور فرمائش کرنا، روٹھنا، منانا چلتا ہی رہتا ہے۔ اس گیت میں بھابھی کا دل سانگری کھانے کو چاہ رہا ہے اور وہ دیور سے فرمائش کرتی ہے مگر دیور بھی شوخی میں کہتا ہے پہلے میرے کپڑے دھو کر دو اور بھابھی ہاتھ کے نازک پن کا بہانہ بناتی ہے تو دیور بھی کانٹوں کا بہانہ بنا کر حساب برابر کر دیتا ہے۔

''سانگریا''

بہو: سَاسُو اَے مَنّے سانگریا گا چاؤ

اُو جی اُولائے چکھاؤ بَن کی سانگری مھاری جان

ساسو: تِنّے کیئں مِس کھاوے بَن کی سانگری مھاری جان

تھارے دیوریے نے اُورے اِئی بُلاؤ

تِنّے لاؤ ے چکھائے بن کی سانگری مھاری جان

بہو: دیور رے منے سانگریا کا چاؤ او جی او

دَوئی چکھاؤ بن کی سانگری مھاری جان

دیور: بھابھی اے مھاری دھوتی دھوئے سکھائے

مئیں تنے لائے چکھاؤں بن کی سانگری

بہو:(بھابھی) دیور رے تیری دھوتی پَرے نَے بَھگّا
پتّلے مُرچَ مھیں جَھٹّگا لاگ جَا مھاری جان
دیور: بھابھی اے تیری سانگری پرے نے بھگا
مھاری گوری گردن میں کانٹا لاگ جاگا

☆

جو گیت سسرال میں گائے جاتے ہیں وہ میکے والے گیتوں سے کچھ مختلف ہوتے ہیں "ودائی" (رخصتی) کے گیت بہت پردرد ہوتے ہیں۔ بیٹی کو رخصت کرتے وقت ماں باپ اعزا و اقربا کا جو حال ہوتا ہے وہ نا قابل بیان ہے۔ رخصتی کے وقت جو درد انگیز گیت گائے جاتے ہیں ان کو سن کر "سنگ دل" بھی رو پڑتے ہیں۔ رخصتی کے اس گیت میں لڑکی کی نسبت کوئل سے دے کر کی گئی ہے۔

وَنڑ(وں ڑ) گاں کی اَے کوئل ونڑ کاں چھوڑ کُٹھنے چالی
تھاری آلا دیوالا گڈیاں دھری ونڑ کاں کی اے کوئل
ونڑ کاں چھوڑ کٹھنے چالی تھاری ساتھ سَہلیاں اَن مٹی
تھاری ماؤ جی تھارے بن اَن منڑی تھاری چھوٹی بھانڑ رووے ایکلی
ونڑ کاں کی اے کوئل ونڑ کاں چھوڑ کٹھنے چالی
تھارے بیر و سا پھرے سے ان منڑا بلکھت تھاری بھاوجڑی
ونڑ کاں کی اے کوئل ونڑ کاں چھوڑ کٹھنے چالی ۳۹

☆

لڑکی کے میکے سے رخصت ہوتے ہوئے جو جذبات ہیں ان کو گیت میں ڈھالا گیا ہے۔ جس میں وہ کہتی ہے کہ میرے سسرال والے ڈولی میں بٹھا کر لے جا رہے ہیں میرے ماں باپ کے گھر دو چار دن کھیل لیا۔

آیو سَگاّ جی کا سَاونڑا لے گیو ڈولی مَاں مُسوں ڈال
کوئل بائی سَڈ چالیاں اَولیو بابوسَا تھاں کا آنگڑا
کھیلی لیا دن چار اولیو ماؤں جی تھاں کا باٹکا
دَھیم لیا دن چار آیو سگا جی کا ساونڑا

☆

قائم خانی برادری کے افراد چوں کہ فوج کے شعبے کو ترجیح دیا کرتے تھے تو لہٰذا پردیس (دوسرے ملک جانا) معمول تھا بعض

اوقات کئی ماہ وسال بعد گھر لوٹتے تھے یہ گیت بھی ایک ایسی عورت کے دل کی آواز ہے جس کا شریک حیات چھٹی لے کر آیا تھا اور وہ اب واپس جا رہا ہے ملاحظہ ہو:

مِل بیٹھ کر اَنگئے باتاں تھام یاد گھنڑ وائی آوَ گے
سامے پھر سے تھاری مورت تھسیں ماتھیں یوں بھر ماوَ گے
تھسیں یاد گھنڑ وائی آوَ گے

مِل بیٹھ کر اَنگئے باتاں تھام یاد گھنڑ وائی آوَ گے
سامے پھر سے تھاری مُورت تھُسیں ماتھیں یوں بَھر ماوَ گے
تھسیں یاد گھنڑ ے ائی آوَ گے تھسیں یاد گھنڑ وائی آوَ گے

☆

قائم خانی تہذیب میں عورت اپنے شوہر کی بہت عزت کرتی ہے، اس کے لیے تو وہ ''سر کا تاج'' ہی ہوتا ہے۔ اس احترام کی بدولت وہ اپنے شوہر پر فخر کرتی ہے یہ گیت بھی ایسے ہی جذبات کا عکاس ہے اور شادی پر بھی اکثر گایا جاتا ہے۔

سردار بنّا جی ھاتی تھسیں لا جیوں ہے کجلی دیس کا
اَمرٔ اَوٗ بنّا جی گھوڑلا تھسیں لاجیوں ہے کھرساری دیس کا
سردار بنّا جی ساوریو جھلکو اَو آبھا بیجلی
اَمرٔ اَوٗ بنّا جی سَونا تھسیں لاجیوں ہے لنکا گڑھ دیس کا
اَمرٔ اَوٗ بنّا جی روپو تھسیں لاجیو اَو اُجل پور دیس کا [۴۰]

ترجمہ: اے سردار (شوہر بنا جی (دولہا) آپ ہاتھی کجلی ملک سے لانا اے امراؤ (شوہر) آپ گھوڑے کھرساری یا (خراساں) ملک سے لانا سردار آپ کے سر کا صافہ آسمان کے بجلی کی طرح چمکتا ہے آپ سونا سری لنکا سے اور روپے، چاندی اجل پور ملک سے لانا۔

☆

یہ بہت درد انگریز گیت ہے بل کہ ایک غریب مصیبت زدہ عورت کا دکھ بھرا افسانہ ہے۔ ایک عورت اپنے ''میکے'' سے دور پرانے دن یاد کرتی ہے اور گیت کے ذریعے اپنے سہیلیوں کو درد سناتی ہے کہ یہ کیسی البیلی پہیلی ہے جو آج تک کوئی بوجھ نہ سکا جس بیٹی کو ماں باپ پیار سے پالتے ہیں۔ پھر ''پرائی'' کیوں کر دیتے ہیں:

سُن رِی سَکھیؔ سُن رِی سہیلی مھاری یا البیلی پہیلی
مھاری البیلی پہیلی سن ری ساتھن سن ری سہیلی
ماں بابو سا لاڈ سُوں پالا مھانے سمجھا گھراں کا اُجالا
جو مھانے کچھ سمجھ جیئن آئی تب جا ٹھہری مھاری سگائی
آون لاگی نائن نائی کوئی لیے روپیو کو مھیں دَھیلی

سا سرے کے لوگ آئے مھارے ڈھول دمامے باجے گھنیڑے
آئے براتی سب رنگ کے لوگ کُٹم سب ہنس ہنس کے
لے کے چالے ساتھ مھیں اَنیڑے اِب مھیں نائیں بَسَ کی اَنیڑے
سکھی ساجن کے ساتھ مھیں اِسی گئی پھیر اُت رہی مھیں
ساسو مھانے سَوئی سنادے بائی جی بیٹھی بات بناوے
کے مھیں کروں کچھ سمجھ نہ آوے جیسی پڑی مھیں اُوسی جھیلی
جی گھبراوے رَووِئے اَنکھیاں کِت گئی سب سَنگ کی سَکھِیّاں
شَوک رنگ گڈیاں تاک مھیں رکھی اِب نہ وا گھر نہ وا ہَوَیلی
سن ری سکھی ، سن ری سہیلی مھاری یا البیلی، پہیلی [۴۱]

ترجمہ: اے میری سہیلی مجھے ماں باپ نے لاڈ سے پالا، گھر کا اجالا سمجھا، میں سمجھ دار ہوئی تو باجے ڈھول بجاتے سسرال والے آ کر مجھے لے گئے، جب شوہر کے گھر گئی تو وہیں کی ہو کر رہ گئی، نند، ساس سو باتیں سناتی ہے۔ پھر بھی میں نے سب کچھ برداشت کیا۔ دل گھبراتا ہے، آنکھیں روتی ہیں، ساتھ کی سہیلیاں کہاں ہیں۔ شوخ رنگ گڑیاں طاق میں رکھی ہیں اب نہ وہ گھر، نہ وہ حویلی ہے۔

☆

قائم خانی معاشرے میں ''بیٹی'' کو بہت احترام اور پیار دیا جاتا ہے۔ یہ مختصر گیت لڑکی کے باپ کے دل سے از خود نکلنے والی آواز ہے۔ یہ دستورِ زمانہ ہے کہ بیٹی بن بیاہی گھر بیٹھے تو بھی فکر رہتی ہے اور جب وہ سسرال رخصت ہوتی ہے تب بھی، یہ دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ''باپ'' کے جذبات کا اظہار ہے۔

اے ری لاڈو مھاری دھیونڑی مھاں تھانے پوچھوں مھاری بالکی
اِیسے بابوسا کو گھر چھوڑ کے کِت چالی کھٹنے چالی مھاں تھانے پوچھوں مھاری بالکی
جیاں بن کی کوئلیا اُڈ باگاں ماں چالی مھاں تھانے پوچھوں مھاری بالکی
چالی لے مھیں گھر چھوڑ کے سا سرے نے چالی بابا سا [۴۲]

☆

یہ ٹوٹی پھوٹی شاعری سہی مگر حقائق کی ترجمانی کو اگر ہم شاعری کہیں تو یہ بھی نیچرل شاعری ہے۔ ایسی عورتیں جو شاعرہ نہیں ہیں۔ کس خوب صورتی سے حقیقت بتا رہی ہیں:

دن تو سونا سورج بن رات چندا بن رے   پیہر سونا ماں بن ساسرا سردار بن رے
بھری گھڑیا گنڑ باندھے ماں بن رے   ساسرے مھیئں گے سکھ سردار بن رے

(جس طرح سورج کے بغیر دن اور چاند کے بغیر رات سونی ہوتی ہے اسی طرح ماں کے بغیر میکہ اور شوہر کے بغیر سسرال سونا ہوتا ہے۔ ماں نہ ہو تو میکے سے بھاری گھڑی کون باندھ کر دے گا۔ شوہر نہ ہو تو سسرال میں سکھ کون دے گا)

☆

جو گیت میکے میں گائے جاتے ہیں وہ سسرال والے گیتوں سے کچھ مختلف ہوتے ہیں۔ جس طرح ''رخصتی'' کے گیت بہت پُر درد ہوتے ہیں۔ اور جو گیت سسرال میں گائے جاتے ہیں ان میں خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

رخصتی کا گیت

آج بابوسا سیئں کرسوں رُسنڑا   آج مھارے بابوسا سیئں کرسوں رُسنڑا
بابوسا کیوں کری پرائی پردیس   کانیے کروں مھاری دھیوڑی
تھاں کا لیکھ لیکھا پردیس   او مھاری رائے رانی چڑ ملی
آج مھیئں مھارے کا کا سا سیئں کرسو رُسنڑا   کانیے کروں مھاری دھیوڑی ۴۳

(اسی طرح ہر رشتے کا نام لے کر گایا جائے گا)

☆

قائم خانی برادری میں شادی کی رسومات میں سے ایک رسم یہ ہے کہ: دلہن کے رخصت ہو کر سسرال آنے سے کچھ دیر پہلے دولہا کے گھر ایک رسم ''ٹونٹیا'' ہوتی ہے۔ اس میں دو گھڑے (مٹکے) لے کر مردانہ لباس زیب تن کیے ایک عورت بیٹا بن کر گھڑے کے اوپر منہ کر کے بولتی ہے۔ اے ماں، میری شادی کر دو ورنہ دولہا کی دادی کو لے کر چلا جاؤں گا۔ دوسری عورت ماں کا کردار نبھاتے ہوئے دوسرے گھڑے کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر اور دوسری عورتوں کی برائی بتا کر شادی کرنے سے روکتی ہے

ٹونٹیا

اے ماں مھاراَ بیاہ کر دے نی تو بنڑا کی دادی سانے لے کے بھاگ جوں گا
اے وا تو بوڈھی گھنی رے مھارا لال، نی مھاراَ بانوریا
اے ماں مھارا بیاہ کردے نی تو بنڑا کی مامی سانے لے کے بھاگ جوں گا
اے ہاں کی بیٹیاں لڑے رے مھارا لال، نی مھارا بانوریا

اے ماں مھارا بیاہ کر دے، نی تو مھیں بھابھی سانے لے کے بھاگ جُوں گا
اے تھاری بھابھی سادس نمبری، تھانے نے رَا کھے کونی رے مَھارا لال، نی مھارا بانوریا [۴۴]

☆

شادی کے موقع پر گایا جانے والا یہ گیت دولہا کے گھر گایا جاتا ہے اس میں دلہن کی آمد کے بعد اس کے نخرے اور الگ گھر کی فرمائش کا حال سنا کر ساس کو بتایا جاتا ہے کہ دلہن تو آتے ہی الگ گھر کی فرمائش کرے گی۔

نیارا ہونا (الگ ہونا)

مھاری بَنڑِی جِھیلا مَار تُوں اور گھر مانگ   مھیں تَوں گھوٹھا نھیں لیِیو ساں
مھیں مھارا نیاَرا لے سَان بانؑ   تَون تَے گُن الا سُسرَا مانگ
تون تے نوکری الا جیٹھ سا مانگ   تون تَے بالکڑی ہیٹرو مانگ
توں تے چَھوٹیا سَا دیور مانگ   نا گَھڑکاوَ نہ بَھڑکاوَ، ساسو، بھومھیں ہوئی لڑائی [۴۵]

☆

ایک اور نیارا (الگ گھر) ہونے کا گیت اس میں قائم خانی بولی کے ساتھ ساتھ ہریانوی زبان کی آمیزش بھی ہے جیسے ساسڑ، بے ڈھنگی، بیرن، پاوری وغیرہ۔

بہو: کَے سَاسَڑ تیں اَٹکَے مٹکَے، کے مٹکاوے کُولہاَ   بَہَل مَیں سَے اُتروں گی جد، نیاَرا دھرُ دے چولہا
مجھ بے ڈھنگی میں ڈھنگ گونی گھر میں بیرنَ ساس   پی پیاَرے سَے رَس گونی کیسے ہووے گھر باسی
ساس بتاوے پاولی اَر نانڈ لگاوے دُکھ   کیسےُ تو پیا سُدھ کرو نی میری گنی نہ مکھ [۴۶]

☆

لوک گیتوں میں شوخی اور کھلکھلاہٹیں بھی ہوتی ہیں۔خوشی کی ترنگ میں اناپ شناپ لفظ بولے جاتے ہیں۔ساس اور بہو کا رشتہ بہت احترام اور شفقت بھرا ہوتا ہے مگر کہیں کہیں ساس کے دل میں موجود یہ کھٹک کہ آنے والی بہو اُس کے بیٹے کو دور نہ لے جائے موجود ہوتی ہے لہذا وہ بیٹے کو مشورہ دیتی ہے کہ سمجھ داری سے کام لینا۔اِدھر بہو سمجھتی ہے کہ اب ساس کا ''راج'' ختم ہونے کا وقت آ گیا ہے اور شوہر کو اپنے ''بس'' میں کرنا ہے۔

دلہن جب رخصت ہو کر سسرال آتی ہے تب یہ گیت گایا جاتا ہے

ساس: تھاری گوری گوری پنڈ لی اَے بھو، کالی جراب   وا ٹک ٹک محلاں چڈھ گی اے بیٹا کر کے گمان
وا تو ڈھائے کُھٹوَلا پڑ گئی رے بیٹا منکھ پہ رومال   وا پُروا نچھوا چالی رے بیٹا اُڈ گیا رومال

تو سوچ سمجھ کر چڑھیے رے بیٹا بھو اے نادان	اوپر سے نیچے پٹکے رے بیٹا ھو جا نکسان
گوڈے کی ڈھکنی ٹوٹے رے بیٹا چو کھے کے دانت	تھاری گوری گوری پنڈلی اَے بھو، کالی جراب
بہو: مھاری گوری گوری پنڈلی اے ساسڑ، کالی جراب	مھیں ٹک ٹک محلاں چڈھ گی اے ساسڑ کر کے گمان
تو گھٹی لسی پیائی اَے سَاسڑ رہ گیا نادان	تو دس دن پیہر بِک جا اے ساسڑ کردوں جوان
کوٹھی کی چابی دے جا اے ساسڑ مُٹھی کے دام	مھیں سو کا دودھ منگایا اے ساسڑ پچیس کی کھانڈ
مھیں دو دن گھول پلایا اے ساسڑ ہو گیا جوان	مھاری گوری گوری پنڈلی اے ساسڑ، کالی جراب

☆

ان گیتوں میں جو درد اور بے ساختگی ہے وہ جنگلی پھولوں کی طرح فطرت کی خوراک پر زندہ ہے۔ یہ شاعری کی بلندی کو تو نہیں چھو سکتی مگر دل سے نکلی آواز دل پر بھی اثر کرتی ہے، سسرال جانے کا سن کر ''لڑکی'' اپنا درد ماں سے کہتی ہے۔

سَاسَرے کا جانا اَے بَے بَے، چُھٹ گا پینا کھانا اے بے بے
جَئیں کا بَالَم یا نا اے بے بے، گھونگھٹے کے مَانہہ روَے جا

دیور دکھاوے ٹھوسا اے بے بے، آلا ایندھن گوسا اے بے بے
جی نے ہو گا راسا اے بے بے، کد تک روٹی پویاں جا

میرے درد اٹھے دھڑ میں اے بے بے، تا ئیں پٹیس جڑ میں اے بے بے
ہانڈوں پھروں بگڑ میں اے بے بے، بولاں کے سیل چُھبویاں جا

ساسرے کا جانا اے بے بے، چھٹ گا پینا کھانا اے بے بے
جئیں کا بالم یا نا اے بے بے، گھونگھٹے کے مانہہ روَے جا [۲۷]

(اس گیت میں بھی ''ہریانوی'' رنگ بھی جھلکتا ہے جیسے بے بے، چُھٹ، بالم، ٹھوسا وغیرہ یہ قائم خانی بولی پر ہریانوی بولی کے اثرات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔)

☆

شادی زندگی کا لازمی جز ہے یہ تقریب دنیا کی مختلف قوموں میں اپنے مخصوص کلچر، روایات اور رسم و رواج کے مطابق منائی جاتی ہے۔ مہذب ممالک میں تعلیم وتہذیب کی برکات سے اس میں طرفین کی رضا مندی اور رغبت کا خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا ہے شادی سے پہلے ایک دوسرے کو سمجھنے اور پرکھنے کی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں اس لیے وہاں کے تاثرات خوش گوار مرتب ہوتے ہیں لیکن پسماندہ قوموں میں اس کا حقیقی مفہوم مسخ ہو کر رہ گیا ہے وہاں بے جا قیود اور ناجائز دباؤ کی وجہ سے یہ دوامی رشتہ عموماً ناپائیدار اور ناخوش گوار

ثابت ہوتا ہے۔ قائم خانی برادری بھی اپنی تمام تر خوبیوں کے باوصف قدامت پرست اور پسماندہ رہی۔ زمانے کے ساتھ چلنے میں اس نے بہت دیر لگا دی۔ چنانچہ شادی کے سلسلے میں لڑکی کی مرضی تو درکنار لڑکوں سے بھی نہیں پوچھا جاتا تھا اس پر شادی سے پہلے دیکھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا گو کہ اب ایسا ہر جگہ نہیں ہے اور کئی خاندان تعلیم یافتہ اور باشعور ہونے کے باعث اپنے بچوں کی مرضی کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ درج ذیل گیت بھی ایک ایسے سانحے کو بیان کرتا ہے جس میں ''دلہن'' نے اپنے شوہر کو پسند نہیں کیا اور یوں وہ اپنی جان سے چلی گئی۔

قائم خانی لوک گیتوں میں جہاں خوشی کا رنگ ہے وہاں بے چین روحوں اور نا آسودہ جذبوں کی ایک ایسی المیہ داستان بھی ہے جو ٹھکرائی ہوئی عورت کی روح کی پکار اور دل کی آواز ہے۔ عورت کے گورے اور کالے رنگ کا تصور قائم خانی معاشرے میں بھی موجود ہے اور ''دلہن'' لاتے وقت ''حُسن'' کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر کسی کی بیوی ''سانولی'' یا ''کالی'' ہو تو اکثر مزاج دار شوہر کے دل کو نہیں بھاتی اور احساس کمتری کا شکار ''بیوی'' اپنے ہی غصے کی آگ میں جل کر مر جاتی ہے۔

بارہ برس سے پیّا گھر آیا ہرا ہرا باگاں اُترا اے
دس دن باگاں، دس دن محلّاں دس دن رَستے مھیں لاگ گئے جی
ماں سے بولا بھانڑ سیّں بولا مھارے سیّں نی بولا اَے
لے بِنٹا وا ٹوکری ٹک ٹک محلاں چڑھ گیّا رے ہات رَکیبی دودھ جلیبی ٹک ٹک محلاں چڑھ گئی او
ہات رَکیبی دودھ جلیبی پیٹھ موڑ کے سوگیا اے کے مھیں تیری بھانڑ، بھتیجی، کے تیری ماں کی جائے اے
نہ تو مھاری بھانڑ بھتیجی نہ تو ماں کی جائی اے تو تو اے رنگ کی سانولی دائے میرے نہ آئی رے
ہات رَکیبی دودھ جلیبی ٹک ٹک محلاں اُترائی اے پان سِر پیسا پان سیر پونیا لے گڑھیا پنگھٹ پہ گئی
رستے مھیں مل گی ساسڑ مھاری اے بھوا ے تو روٹی کھالے پھیر پنگھٹ جائی اے
تھام کھاؤ تھارے بیٹے نے رکھلاؤ باسی پوسی کتے اُووَ
لے گڑھیا مھیں پنگھٹ پہنچی جیٹھ جی کی نگاہ مھارے اندر اُوَ
نگاہ کر اُونکھ چُونکھ جائے دُھمُکا کھائی اے
جان ٹکاسی گھودِی اے بھاگا بھاگا وَا بھائی گن آیا
کَہ تُو مارِی کہ تو کوٹی جائے دَھمُکا کھایا اے
نہ مھیں ماری نہ مھیں کوٹی گُسا گھنڑا اِئی کھا گیا اے
کونڑے میں بڑکے رَوُوَن لاگا اَے چندا تو جان سَیں گئی

مَنّے پھکیرِی دَے گئی اے ماں بولی تو کیوں روؤے بیٹا
چاند سی سُورت پرُنَا دُوں گی ہڑ ہڑ وَا ہنُسڑ لاگا
کالی ناژ مَت لائیو رَے گُسا گھنڑوَا اَے کھا جاگا

☆

اُجل بتی

(بیوی شوہر کا گیت)

بیوی: ٹیوٹا گھڑا دو او مھارا مَان گُمانی پیچ مَاں
جڑوا دو ہیرے لعل مھارا مان گمان پیچ ماں
شوہر: کاہے کا گھڑا دوں اے مھاری مان گمانی
نگے کا نہ لاگا، رَوج گھا رے مھاری مَان گُمانی
بیوی: رات رَت گے تھے او میرے مان گمانی
سَنجاں پَہ اُڑی کی سارِی رات مان گمانی
شوہر: ساتھیڑا مَانْ گیا تھا اے مھاری مان گمانی
ساتھیڑے ہیں بڑے بَجُاد (ہمزاد) مھاری مان گمانی
بیوی: جھوٹ مت بولیے مھارے مان گمانی
جھوٹ کی تو آوے مَنّے آگ او مھارے مان گمانی
شوہر: بَھابکی کے گیا تھا میں اے مھاری مان گمانی
میری اُجل بتی، بھائلی کے چڑھ گیا تاپ
بیوی: بھائلی تو مرکیوں نہ جا مھارے مان گمان
جان کی جلن مٹ جا مھارے مان گمانی
شوہر: تو کیوں نہ مر جا او مھاری مان گمانی
مھاری اُجل بتی سات بیَراں کی اک بَھانٹو
بیوی: بڑی دُھتکَاری تو او مھارے مان گمانی
بیاوَڑِی کا بڑا مارا مان او مھارے مان گمانی

☆

گیت میں جذبات واحساسات خصوصاً ہجر اور فراق کی کیفیت بڑے والہانہ انداز میں بیان کی جاتی ہے۔ گیت کا بنیادی مزاج عورت کے دل کی پکار ہے۔[۴۸] ملاحظہ کیجیے یہ گیت:

ہجر کا گیت

بَھنوَر جی مھارا جی دَھڑکا رے
بھنور جی مھاری آنکھ پھڑکے رے
جی دھڑکے مھارا تھارے لیے رے
آنکھ پھڑکے مھاری تھارے لیے رے
تھاری راہوں تک تک ہاری رَے
جی میں تھاری باتاں ساری رے

جی میں مھارے تھاریاں باتاں رے   تھارے دن بھنور جی سونیاں اے راتاں رے

☆

محبوب کے حسن کی تعریف

مہکی مہکی اُوں کی باتاں   اُوں کے روپ میں چھلن مِلن راتاں
اوں کی اَنکھیاں پریم سَئیں بھریاں   جی میں اُوں کی یاداں دھڑیاں
بُھلاں جی سا اے پرچھاواں   گیت سدائی مھیں اُوں کے گاواں

☆

اس مقالے میں جو بھی گیت شامل ہوئے ہیں ان کو بنانے رکھنے والی خواتین عموماً ان پڑھ اور گنوار تھیں جو کچھ ان کے دل پر گزرتا ہے وہی ان کی زبان پر آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قائم خانی معاشرے میں ہر رسم کے لیے گیت موجود ہیں۔ بیٹا ہونے کے بعد عورت زچگی کا وقت پورا کر کے چالیس روز بعد پیلے رنگ کے کپڑے زیب تن کر کے پیلا دوپٹہ اوڑھتی ہے جو کہ اس کے میکے سے آتا ہے اور اس کی ساس، نندوں، دیورانی اور جٹھانیوں میں اس کا مان (عزت) بڑھاتا ہے۔ اگر کوئی غریب گھرانے کی لڑکی ہو اور میکے والے اسے پیلا سوٹ نہ دے سکیں تو سبکی (بے عزتی) سے بچنے کے لیے اپنے شوہر سے چپکے سے پیلا سوٹ منگوا کر یہی ظاہر کرتی ہے کہ یہ میکے سے آیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

پیلا دوپٹہ

دِلی	شہر	سَئیں	سُونڈھی	صَاجیاں	پوت	منگا	دو
بَچّہ	کا	پیلا	رنگا	دو	سِیلا	مھارو	جی
پلا	تو	پلا	سُونڈھی	صَاجیاں	مُور		پپیہا
بیچ	مھیں	چاند	چھاپا	دو	سِیلا		مھارو جی
پیلا	تو	اُوڑھے	مھاری	بچہ	جی	پیڑھی پہ	بیٹھی
سَاسُو	نانَدَ	کیوں	مُکھڑا	مُوڑیا	سِیلا	مھارو	جی
دَوڑ	جیٹھانی،	مُکھڑا	مُوڑا		سِیلا	مھارو	جی
تھئیں	کیوں	اے	ساسو جی		مکھڑا		موڑیا
پیلا	تو	مھارے	پیہر	سَئیں	آیا	سِیلا	مھارو جی

دوَر جھٹائڑیوں کیوں مکھڑا موڑیا — پَیلا تو مھاری ماں کا جایا لایا
ساس: کدُتو بہو پیہُوریا پڑھارِیا — کدُتھاری ماں کا جایا لایا
بہو: مھاری ساسو جی کہوں سانچا — پیلا تو مھارا بھنور جی رنگایا

(اب شوہر کی طرف گایا جاتا ہے)

پیلا تو اُوڑھے مھاری جچہ — مَحلاں پدھاری
گنڑ میرُاثی نُجر لگائی
انکھاں نے چُوگے ، منہ سیّں نہ بولے — مھاری جچہ رانی
جچہ کا راجن بلکھا ڈولے — سیلا مھارو جی
جھاڑا تو جھاڑا سوندھی صاحباں — روُک رُوپیہ
دلی اے سُہر سوندھی صاحباں — وَید بُلایا
اور مھاری جچہ کا ہاتھ دکھایا — ویدی جی بولا لوں گا روک روپیہ
جچہ کی گُل رنگ ساڑھی — سَیلا مَھارُو جی

(اب نقد روپے کا نام سن کر زچہ خود ہی کہتی ہے)

تُوں تَو اے وید کا بیٹا — بڑا اے ڈھگورا
مھیں مھارے ساجن کا من لُوں تھی — سیلا مھارو جی
بول پیا تنے پیاری لاگوں — کہ دوَ پیّارِی رے

(اب شوہر کہتا ہے)

پہلے تھی گوری تو منّے پیاری — جَلَمَا ہوُلرَ پُوت
اِب تو توں منّے اور بھی پیاری — سیلا مھارو جی

☆

کسی بھی خطے کے لوک گیت وہاں کے باسیوں کی ریتوں، رسموں، دکھوں، سکھوں، عقیدوں، محبتوں، محرومیوں اور کبھی نہ پورے ہونے والی خواہشوں کا اجتماعی اظہار ہوتے ہیں۔ قائم خانی رسومات کے حوالے سے درج ذیل یہ معروف گیت ایک ایسا آئینہ ہے جس میں دیہی زندگی اور گاؤں کی تہذیب کے چہرے مختلف روپ میں دکھائی دیتے ہیں۔ تہذیب میں قائم خانی ''گھوگھری'' بھی ایک رسم ہے یہ گیت اسی سے متعلق ہے کہ جب بھائی کے گھر پہلا بیٹا پیدا ہوتا ہے تو بہن بھاوج کو ''گھوگھری'' بھیجتی ہے جس میں

اُبلا ہوا اناج (گندم) اور مٹھائی ہوتی ہے اور پھر اس کی بھابھی یہ گھوگھری نائی کو بلا کر سب رشتہ داروں میں تقسیم کرتی ہے یہ محبت کے رشتے کبھی کبھی نفرت میں بھی بدل جاتے ہیں ایسے میں ''نند'' کے گھر سے آئی ''گھوگھری'' تند مزاج بھاوج سب کے گھر تقسیم کرواتی ہے اور نائی کو تاکید کرتی ہے کہ اُسی ''نند'' کے گھر پر ہرگز نہیں دینا:

''گُھوگھری''

سُوتی تھی مھیئں اَوبڑاں کی چھاں سُوتی نے سپنا آیا میری جان
سپنا مھیئں بانٹی گُھوگھرِی مہاراج تو تیں اے بَھاٹُوڑ اصل گنوار
بن جایا کت کی گوگھری مہاراج جلمیا جلما نُوئے مِینُے پوت
مارا سپنا ساچا ہو گیا مہاراج سُسُرا جی کا نائی کا بُلا
مھاری بگُڑ بگّا سَاں گوگھری مہاراج بانٹو رے بانٹو نائی ڑا اُرلے پَرُلے باس
بائی کے مت بھیجو گوگھری مہاراج بانٹی رے بانٹی اُرلے پرلے باس
بائی کے چھاڑا چڑلیّا مہاراج نائی کا رے نائی کا بیٹھو مھارے پاس
مھاری کِس بِڈ بانٹی گوگھری مہاراج بانٹی رے بانٹی اُرلے پرلے باس
بائی کے چھاڑا چولیا مہاراج نائی ڑا رے نائی ڑا تیں تو ہے اصل گنوار
مھاری بانٹ نہ جانڑے گوگھری مہاراج آیا رے آیا ہُولریا کا باپ
مھاری بچہ بھرُٹھی کہوں سوؤے مہاراج تھارا تیں نائی کا اصل گنوار
مھاری بانٹ نہ جانڑا گھوگھری مہاراج اٹھو اٹھو بچہ رانی ہولریا ہُڑلایا
تھاری پاچھی لاسَاں گھوگھری مہاراج اٹھا اٹھا بِیرا ڈھلتی سی رات
بائی کے پہنچا پاوُنڑا مہاراج آوَ اوَ بِیرا بیٹھو مھارے پاس
تھارا گئیں بِڈ آنا ہوُیا مہاراج تھاری بھابھی اَوچھے گھر کی دِھی
تھاری پاچھی مانگی گھوگھری مہاراج تھاری پاچھی مانگی گھوگھری مہاراج
بیرا رے تو ہلوَا ہلوا بول مھاری دَیر جٹھانی سن لے گی مہاراج
بِیرا رے تھم جاو تھارے بار تھاری پاچھی لاساں گھوگھری مہاراج
سُسُرا جی کا سُونی کا بُلا مھیئں بیٹھ، گھڑائی گھوگھری مہاراج

ڈور جٹھانی کے چھمکے نے ٹلا　　　　تھاری گاوت لاؤں گھوگھری مہاراجؑ
نکل نکل رے بل کی اوندری تھاری پاچھی لائی گھوگھری　　　　مھاری تو دکھے رے آنکھ بائی جی
چھپرا اوپر ڈال دو گھوگھری مہاراج　　　　بھابھی اے تھارا دوئے ٹکے کا دان
مھارا روپیہ لاگا ڈیڈھ سو مہاراج　　　　مھاری پاچھی مانگی گھونگھری مہاراج
جیئں ہوتی مھیئں زر دھریے کی نار　　　　تھاری کِت سے لاتی گھوگھری مہاراج
بھابھی اے مھیئں شاہ پر سے کی نار　　　　تھاری گاوت لائی گھوگھری مہاراج
بیرا اے مھارا ساونڑیے کا میہہ　　　　مھاری بھاوج آبا بجیجلی مہاراج
برسنڑ لاگا ساونڑیے کا میہہ　　　　جد کڑکڑن لاگی بجلی مہاراج

☆

ہندوستانی معاشرے میں جب گھر کی منڈیر یا آنگن میں لگے درخت پر کوا بولتا ہے تو اس سے مہمان کی آمد کا شگون لیا جاتا ہے اور اگر کسی عورت کا شوہر پردیس گیا ہو تو وہ کوا کے ''کائیں کائیں'' سے اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتی ہے کہ آنے والا مہمان اس کا شوہر ہی ہوگا جو پردیس جا کر بس گیا تھا اور وہاں کے جھمیلوں میں اُسے بھول گیا ادھر اپنی جدائی کے اذیت ناک لمحات سے دوچار بیوی آنگن میں تنہا بیٹھی گاتی ہے......اس پورے گیت میں ہجر کا درد اور جدائی کا کرب چھایا ہوا ہے۔

اُڈے اُڈے رے مھارے کالورے کاگلو　　　　کد مھارے پیو جی گھر آسی
کھیر کھانڈ رو جمن جماؤں　　　　سونے میئں چونچ منڈھاؤں کاگا
جد مھارے پیو جی گھر آسی　　　　پگ میں تھارے باندھوں گھونگرو
گلے میں ھار پیراؤں کاگا　　　　جد مھارے پیو جی گھر آسی [49]

ترجمہ: اے میرے کالے کوے! جا اُڑ جا اس حالت میں تجھے بھلا کیا دے سکتی ہوں۔ ہاں! اگر تو میرے پیا (شوہر) کی کچھ خیر خبر لے آئے اور وہ کسی طرح گھر آ جائے تو میں کھیر اور شکر سے تیرا تھال بھر دوں گی جب میرا پیا (شوہر) گھر آ جائے گا تب میں تیرے پیروں میں گھونگھرو باندھ دوں گی اور تجھے ہار پہنا دوں گی۔

☆

ہجر کا ایک اور گیت جس میں نرم نرم دھیمی آنچ پر پکتا انتظار ہے وہ بے کلی، وہ رات کا سہانا وقت، لمحہ لمحہ انتظار۔ سہانا موسم یہی تو گیت کے موضوعات ہیں۔ میاں بیوی کی مثالی محبت میں جدائی کا رنگ ایسے انداز سے بیان ہوتا ہے کہ ہجر کی اذیت کا بیان آنگن میں اُگے پیڑ پر بیٹھے کوے سے مخاطب ہو کر کہتی ہے

بیوی: اُڑیا رے کاگا گگن کا واسی   خبر توں لائی مھارے ساجن کی
کاگا: نام نی جانوں مھے تو گام نی جانوں   صورت نہ جانوں، تھارے ساجن کی
بیوی: نام بتاں ساں ، گام بتاں ساں   صورت بتاں ساں، مھارے راجن کی
تیکھی تیکھی ناک ، فرنگی کو نوکر   چال چلے عمراؤاں کی
اُڑیا رے کاگا گگن کا واسی   خبر توں لائی مھارے ساجن کی

☆

درج ذیل گیت ایک ایسی عورت کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے جس کا شوہر کئی ماہ بعد چھٹی لے کر آیا تھا اور اب واپس جا رہا ہے تب وہ دوبارہ آنے کا وقت پوچھتی ہے ایسے میں ہونے والی نوک جھونک کا اظہار اس گیت میں ہے بیوی شوہر کو "شام" کہہ کر مخاطب کرتی ہے اور اگلے شعر میں شوہر اسے "نار" کہہ کر ہر بات ہنسی میں اُڑاتا جاتا ہے مگر جب وہ مرنے کی بات کرتی ہے تب معاملہ ختم کرنے کے لیے جلد آنے کا آسرا دیتا ہے۔ چوں کہ یہ لوک گیت گزرے ہوئے وقت کی دین ہیں اس لیے ان میں ہنسنا اور رونا بھی قدرتی ہے اور یہی رنگ اور اصلیت قائم خانی لوک گیتوں کی جان ہے اور اس برادری کی تہذیبی اور ثقافتی پہچان بھی۔

"پردیسی"

پیا آپ چلے پردیس   گھراں نے کد آؤ گے او مھارے شام
گوری آؤاں گے بارہ تیوار   تنے تو ترساواں گے او مھاری نار
پیا میری تو تڑسے نکلا   پیہر چلی جاؤں گی او مھارے شام
او گوری پوچھے گی بھاوج بات   نندوئیاں چھٹی آیا تھا او مھاری نار
پیا چھوڑ دوں گی بھاوجاں کا ساتھ   مائو مھیں رم جاؤں گی او مھارے شام
گوری چھوٹے دیور کا تو اے بیاہ   تنے تو کنڑ لاوے گا او مھاری نار
پیا اُن چھنڑ بیل جوڑا   مھیں آپی چالی آؤں گی اور مھارے شام
گوری دور جیٹھانی بلاوے گی   تھالی تو منجواواں گی او مھاری نار
پیا مھاری مانجے اے کلا   رسوئیاں رَم جاؤں گی او مھارے شام
گوری تیرا تو اے ناجک مجاج   تو ایں مھیں گھٹ جاؤ ے گی اومھاری نار
پیا مھاری گھٹے اے نکلا   چوبارے چڑھ سوؤں گی او مھارے شام

گوری چھوٹنا دیور اے نادان	کنڈی تو کھڑکاوے گا او مھاری نا
پیا مھاری کھولے اے بَکلا	کھڑا ہی جھک مارے گا او مھاری شام
گوری اوں مَیٖھں تو پلنگ بچھا	مھاری تو یاد آوے گی او مھاری نار
پیا مھاری یاد کرے اے بَکلا	بائی نے لے کے سوجوں گی او شام
گوری اُوں مھیٖں تو آوے کالیا ناگ	تنے تو ڈس جاوے گا او مھاری نار
پیا اِی مودے کی مھیٖں نار	پھاپھائی کٹ جاوے گا او مھارے شام
گوری تیرے ڈسے اَے بَکلا	لاؤں گا سیٖں سے پہلے چھٹی او مھاری نار

☆

عورتوں کے دکھ بھرے دل کی دھڑکنوں اوران کی کربناک خاموش آہوں اور تنہائی کی اذیتوں پر مشتمل یہ ایسے گیت ہیں جس کا محرک ہی کرب ہے اس کے اظہار کے لیے وہی الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں جو دل سے نکلے ہوں۔ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی اندرونی خلش کا شکار ایک عورت جس کا شوہر پردیس چلا گیا ہے۔ وہ نجومی سے پوچھتی کہ کب ''ڈھولا'' آئے گا تب نجومی کہتا ہے کہ سامنے پیپل کے درخت کے پتے گن لو اتنے دن کے بعد وہ آئے گا۔ اس پر نندا سے تسلی دیتی ہے کہ ''تم'' سکھ کی نیند سو جاؤ جب رات بیت جائے گی تب میرا بھائی آئے گا۔

جوشی اے تو پوتھی پانجھ سنا	کتنے دناں مھیٖں ڈھولا باوڑرا مھاری جان
چھوری اے گن لے پیپلے کے پان	اِتنے دِناں مھیٖں ڈھولا تھارا باوڑرا
نانَدْ اے توائی کہہ سُپنا کی بات	کتنے دِناں مھیٖں بیر تھارا باوڑرا مھاری جان
بھابھی اے تو سوجا سکھ کی نیند	ڈھلتی سی راتاں مھیٖں بیر امھارا باوڑرا مھاری جان

☆

اسی طرح ایک گیت '' ٹکاوَلا ہار'' (سونے کا سات لڑیوں کا ہار جس میں ٹکیاں بنی ہوتی ہیں) ہے جس میں نند خواب دیکھتی ہے کہ اس کے بھائی کے گھر بیٹا ہوا ہے اور وہ ''بھاوج'' سے یہ خواب بیان کرتی ہے تو بھابھی کہتی ہے کہ بیٹا ہونے پر اُسے ٹکاوَلا ہار دے گی۔ اس گیت کے ابتدائی مصرعے اس طرح ہیں:

''اے بائی دوں گی ٹکاولا ہار''
اے بھابھی لے ساں ٹکاوَلا ہار''

بھابھی اس سے خوب خدمت کرواتی ہے مگر بیٹا ہونے پر اسے ٹکاولا ہار نہیں دیتی۔

اسی طرح ایک اور گیت میں لڑکی شادی کے بعد میکے آ کر ماں سے شکایت کرتی ہے کہ اس کے شوہر نے کسی اور عورت کی تعریف کی ہے اور اس غم میں وہ مرجائے گی تب ماں پیار کر کے کہتی ہے کہ تم کیوں ''مرو'' وہ دوسری عورت کیوں نہ مرے

بیٹی: مھارو جی سَرَائی وادھن دوسری تھاری لاڈو مرے گی بلا
ماں: مھارو جی کی گوری مرے دوسری مھاری لاڈو مرے کیوں بَھلا

☆

سوکن کا گیت

اوکن سوکن ایک برابر ایک سے ان کے جی — نت کتا بھیجتی کل کل ہو ساجھے جن کی پی
سوکن سے سولی بھلی جو ترت نکالے جی — سولی سے تو سوکن بری جو آدھ بتائے پی
سنکٹ بڑا دو پتنی ان دوکی پائے پکار — ساندی کدے نہ دیکھی ایک میان میں دو تلوار ۵۰

ترجمہ: دو بیویاں ایک جیسی سوچ، چاہت، پسند اور حیا بھی برابر روزانہ جھگڑا ہوگا جو دو عورتوں کا مشترکہ خاوند ہوگا سوکن سے تو سولی (پھانسی) بہتر جو ترت (فوراً) جان لے لیتی ہے۔ پھانسی سے تو سوکن بری جو نصف شوہر کو بتاتی ہے دو بیویاں بڑا جنجال ہے کہ دو تلواریں ایک میان میں نہیں سماتی۔

(۴۹)

قائم خانی لوک گیت خواتین میں اس لیے بھی مقبول ہوتے ہیں کہ یہ ان کے دکھوں کی ترجمانی کرتے ہیں غم اور دکھ زندگی کے بنیادی عناصر ہیں۔ کسی انسان کا دل بھی دکھوں کے زخموں سے خالی نہیں ایک ایسی عورت جس کے شوہر نے دوسری شادی کر لی ہو اور اب وہ دھوہاگن اور آنے والی نئی عورت سہاگن بن گئی ہے اس درد کی کسک ان زخموں کا سوز بالآخر رنگ لاتا ہے اور جب اس کے گھر بیٹا پیدا ہوتا ہے تو سہاگن کے لاکھ بہانے بنانے پر بھی شوہر اپنی پہلی بیوی کے پاس لوٹ جاتا ہے

''سونے کا چڑیا''

سونے کا چڑیا بھنور جی کے ھاتھ — ٹک ٹک محلاں چڑھ گیا جی او راج
مھیں تنے پوچھوں گوری اِک بات — یاں گیت کنڑ گھراں گائے جی او راج
مھارا بھی نام ، مھارا بھائڑاں کا بھی نام — بیل بدھائی مھارے باپ کی او راج
اپناں نچھو لبے اَیں کنال — اُوں کے گھراں جایا اے پوت جی او راج
سونے کا چڑیا بھنور جی کے ھاتھ — ٹک ٹک محلاں چڑھ گیا جی او راج

مھیں تنے پوچھو داسی اک بات یاں گیت کنڑ گھراں گائے جی اَو راج
تھاری دوہاگن کے جلما اے پوت یا گیت اُوں کے گھراں گائے جی او راج
مھیں تنے پوچھوں داسی ایک بات کیں مھیں بچہ رانی پوڑیو جی او راج
ٹوٹی سی ٹمری نی جیئں ماں پھوس اُوں میں بچہ رانی پوڑیو جی او راج
میں تن پوچھو داسی ایک بات کیں مھیں بچہ رانی پوڑیو جی او راج
ٹوٹی سی کھڈلی نی جیئں ماں بان اُوں ماں بچہ رانی سوؤندی جی او راج
میں تنے پوچھوں داسی اک بات کے اے بچہ رانی سَوؤِندی جی او راج
پھاٹی سی گدڑی نی جیئں ماں پور اُوں ماں بچہ رانی اُوڑیو جی او راج
میں تنے پوچھوں داسی اک بات کے اے بچہ رانی وینوں جی او راج
جَوؤں کا دلیہ نی اُو میں لون واں تو بچہ دانی کھاؤن جی وینون جی اوراج
چتر پچارے نے جلدی بُلا محل بناؤں گوری نے موکلاں جی او راج
چتر کھاتی ڑے نے جلدی بُلا ڈھولیا کھڑاؤں سوندھی بان کا جی اوراج
چتر درزی کے نے جلدی بلا رجائی بناؤ جُلا بوند کی جی او راج
مھاری مائڑ نے بھی جلدی بُلا لاڑواں بناؤ سٹواں سونٹھ کے جی او راج
سونے کا چڑیا بھنور کے ہاتھ ٹک ٹک محلاں چڑھ گیا جی او راج
پھٹ پھٹ اے تو سوہاگن نار جلماڑا پوت لوکا لیا جی او راج
بد بد اے تو دھوہاگن نار بَیل بَدائی مھارے باپ کی جی او راج

☆

اس گیت میں پنگھٹ پہ آئی ایک لڑکی کنویں سے پانی بھر رہی ہے اور گھوڑے پر سوار جوان وہاں آ کر پانی طلب کرتا ہے۔
یہ بے تکی شاعری سہی مگر اس گیت میں ایک خاموش سبق بھی پوشیدہ ہے۔

’’پنچھی دور کا‘‘

دُور سیئں آیا رے پنچھی دور کا دُور سیئں آیا رے پنچھی دور کا
دنڑا اُگ آیا اے سن رے ساتھیڑا دنڑا اُگ آیا اے سن رے ساتھیڑا

پانی تو پلاوے رے چھوری بھوہت پیاسا رے　　　پنچھی دور کا بہت پیاسا رے
گیّاں تو پلاؤں رے چھورا　　　گیّاں تو پلاؤں رے چھورا
گاؤں اے مھارے پیہر کا　　　بھوجنیا پکا دے اے چھوری
بھوجنیا پکا دے اے چھوری　　　بھوہت بھوکا رے پنچھی دور کا
کیاں تو پکاؤں رے چھورا،　　　گھر مھیں مھاری بھاوج اے مھارے پیر کی
بستر تو بچھا دے اے چھوری　　　نینڈڑی آوے رے پنچھی دور کا
کیاں تو بچھاؤں رے چھورا　　　گھر مھیں مھاری بھابھو رے
گھوڑے چڑھوں جد آیئے رے چھوری　　　ہات ہلایئے رے پنچھی دور کا
کیاں تو ہلاؤں رے چھورا پنچھی دور کا　　　ساتھ کی ساتھڑن رے مھارے ساتھ مھیں

☆

ان گیتوں میں بہن اور بھائی کا ذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے (جن کی محبت مثالی ہے) اور حقیقت کی اس ترجمانی کو ہم نیچرل شاعری کہہ سکتے ہیں۔ بہن اور بھائی کی محبت قائم خانی معاشرے میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے اس سلسلے میں بہت ہی خوب صورت گیتوں کی لمبی مالا ہے قائم خانی میں بھائی کو بِیَر یا بیرا بھی کہا جاتا ہے اور بڑی بہنیں اپنے چھوٹے بھائیوں کو کھلاتے اور بہلاتے ہوئے گاتی ہیں۔

گیت:

بیرا ، پھول جوں رے، پھل جوں رے　　　آم ری ڈالی جوں، پھل جوں رے
توں بد گیجو رے بیرا، بڑ کے پیپل جوں　　　پھل جو کڑوے نیم جوں
بدیوں رے بیرا بیلا جوں　　　توں بد گیجو رے بیرا، بڑ کے پیپل جوں
پھل جورے بھاوج پھل پھولوں جوں　　　بڑجو اے بھاوج مائی لی دوبا جوں

ترجمہ: اے میرے بھائی، میرے ماں جائے، تو زندگی میں آم کی ڈال کی مانند پھولتا پھلتا رہے۔ بھائی تو پیپل اور نیم کی طرح بڑھے، پھلے پھولے، ہری دھوپ اور لتا کی بیل کی طرح بڑھنا اور بھاوج تو پھولوں کی طرح پھلے اور اور دوب کی طرح بڑھے یعنی میل ملاپ سے رہو۔

☆

درج ذیل گیت میں بھائی کی محبت ملتی ہے جس میں اپنائیت اور مٹھاس کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بہن کے

سسرال جانے پر بھائی کا یہ گیت بہن کو یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ تو بے شک سسرال جا رہی ہے لیکن یہ گھر تیری یادوں اور باتوں سے مہکتا رہے گا۔

سورج اُگے سورج راج موڑ وسو اگنڑ جا، آگے جا　　اُو　راجہ　موڑوں　سواگ　جا
چڑھتی　بائی　نے　ہوسی　ساموں　تاوڑو　　سورج اُگے سورج راج موڑ وسو اگنڑ جا، آگے جا [۵۱]

ترجمہ:　سورج دیر سے غروب ہونا تا کہ بہن سسرال پہنچ جائے اور ڈولی میں چڑھتی ہوئی بہن کو دھوپ نہ آ جائے۔

☆

لڑکی جب گھر سے رخصت ہو کر سسرال جاتی ہے تو بھائی سے کہتی ہے:

اے　بیرا　نیمڑی　مَت　نا　کاٹیے　　ایں　پہ　بَسے　ایں　پنچھی
اے　بیرا　یا　مھارے　جی　سی　　اُڈ　جاگی،　رہ　جاوے　گا　توں　ایکلا

لڑکی سسرال جاری ہے اور بھائی سے یہ کہتی ہوئی جاتی ہے کہ آنگن میں لگے نیم کے درخت کو مت کاٹنا اس پر پرندے رہتے ہیں، اُڑ جائیں گے اور ان کا حال میرے جیسا ہے یہ اُڑ گئیں تو تم اکیلے رہ جاؤ گے۔

☆

قائم خانی معاشرے میں شادی کی رسومات میں سے ایک رسم ''بھات'' کی ہے اس کو راجستھانی قائم خانی ''ماہیرہ'' بھی کہتے ہیں اس رسم میں بھائی بہن کی اولاد کی شادی میں اپنی حیثیت کے مطابق تحائف یا نقد رقم دیتے ہیں اس رسم میں بہن اور بھائی کی محبت کا رنگ نظر آتا ہے۔ بہن شادی کی دعوت کا کہنے بھائی کے گھر جاتی ہے تو ناریل اور گڑ لے کر جاتی ہے اور شادی سے ایک روز پہلے بھائی بھات لے کر آتے ہیں تو بہن اپنے بھائیوں پر فخر کرتی ہے اور گیت گاتی ہے:

آئیو آئیو مھارا ماں جایا ھیرا بیر، جڑلاؤ، جوڑی　　بیرا ناپوں تے ہاتھ پچاس، تولوں تو تولہ تیس

☆

ان گیتوں میں موجود کچھ نامانوس بحریں گیت کی قرأت میں دشواری کا باعث بنتی ہیں۔ جس سے موضوع کی اثر انگیزی متاثر ہوتی ہے ان میں سے کچھ گیت بحروں میں نہیں اور کچھ بحروں میں تو ہیں لیکن ترنم میں نہیں جو گیت کا خاصا ہے۔ البتہ یہ گیت قاری کو اپنے سحر میں گرفتار کر لیتے ہیں۔

''بھات'' کا ایک گیت

بہن:　بھات نیوتنے آئی ہوں اِب تکڑا ہو جا بھائی تئیں　　بھات نیوتنے آئی ہوں اِب تکڑا ہو جا بھائی تیں

بھائی: جو جڑے گا وا دیوں گا فکر نہ کر ماں جائی تیں　　　جو جڑے گا وا دیوں گا فکر نہ کر ماں جائی تیں ۵۲

بھات ایک اہم رسم ہے اس سے بہن بھائی کا رشتہ اور گہرا ہوتا ہے۔ بھات کے وقت بھائی کی طرف سے بہن کو چوڑیاں اور اوڑھاونی (چنری یا اوڑھنی) دی جاتی ہے۔ چنری کا دینا۔ عزت دینا سمجھا جاتا ہے۔ اس گیت میں بھی بہن اپنی بھابھی سے کہتی ہے کہ بھائی سے کہنا ''بھات'' میں تاروں بھری چنری لا کر دے تو بھابھی بہانے بنانے لگتی ہے کہ سمجھ نہیں آ رہی کیسی ہو؟ رنگ کیسا ہو؟ کہاں سے ملتی ہے؟ تم خود اوڑھو تو میں دیکھوں کے کیسی ہوتی ہے۔

تاراں کی چنڑی/ چندڑی

بائی ساکا بیرا جاوے اے پردیس جی　　　آوتا تو لایو تاراں کی چندڑی
بائی ساکی بھاوج مھیں نی جاتو اے　　　رکسو کی رنگ کی تاراں کی چندڑی
بائی کا بیرا ھریا ھڑیا پلا جی　　　کسول رنگ کی تاراں کی چندڑی
بائی ساکی بھابھی مھیں نی جاؤں اے　　　کٹھے جی لایا کٹھے اوڑھنی تاراں کی چندڑی
بائی ساکا بیرا جیٹھ سا لیایا جی　　　بھابھی سا اوڑھی تاراں کی چندڑی
بائی ساکی بھابھی مھیں نی سمجھوں اے　　　تھیں اوڑھ اے دکھا دیو اے تاراں کی چندڑی ۵۳

قائم خانی معاشرے میں ''بھات'' کی رسم بھائی بہن کے گہرے رشتے کی پہچان سمجھی جاتی ہے اگر اس رسم کے موقع پر بھائی ''چاہت'' کا اظہار نہ کرے تو بہن کے آنسو دوسروں کو بھی رُلا دیتے ہیں یہ گیت ملاحظہ کیجیے:

بیرا ! دیورانیاں، جٹھانیاں ساتھ لیسیوں　　　پھولاں کی بھیلی ھاتھ
بائی آوے گام، بیرو جی باگاں کے مائی　　　بائی آئی باوڑیاں بیرو جی گواڑاں جائے
بائی آئی گواڑ بیرو جی کوٹھلیاں مائی　　　بائی آئی کوٹھلیاں، بیرو جی آنگن مائی
بائی آئی آنگن بیرو جی مھلان کے مائی　　　بھابھی سا بلووے بلونڑیاں بھابھی سا بیر بتائے
تھاں کا بیرو سا گھر نھیں بھتیجا کھیلے باری ماں　　　بائی کے ڈبھ ڈبھ بھر آیا نین
ھیوڑا چمکے روا بیرا بجلی مھارے نیناں برسیو میھ　　　بیرو سا مھلاں اُتریا سونے کا چٹیا ہاتھ
بیرو جی ھیلا پھاڑیا بائی جی پاچھی آو　　　تون کیوں بائی اٹ مٹی تھارے گود و بھر سیوں بھات ۵۴

اگر کسی ناراضگی کی وجہ سے بہن، بھائی کے گھر ''بھات'' کا بلاوا دینے نہیں آئی تو غریب بھائی بھی اداس ہو کر گھر میں بیٹھا رہتا ہے، مگر چوں کہ برادری میں عزت کا معاملہ ہوتا ہے لہٰذا اس کی بیوی کہتی ہے کہ میرا ٹیکہ یا چوڑی لے جا کر بہن کا بھات بھر کے آجاؤ

تاکہ ہماری عزت پر حرف نہ آئے۔

مُنّز جی نے کتنا کراں اے گمان ۔۔۔ چناسی نے کتنا کرا ہے گمان
یا میری چوڑی لے جا بھانڑ کے بھات ۔۔۔ مھارا ٹیکہ لے جارے بھانڑ کے بھات
میں کیاں جاؤں، نوتن نہ آئی مھارے بھات ۔۔۔ مُنّز جی نے کتنا کراں ہے گمان

عورت کسی بھی طبقے کی ہو لباس اور زیور سے اس کی دل چسپی فطری ہوتی ہے۔ وہ اپنی اس خواہش کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتی اس گیت میں بہن جب اپنے ''بچوں'' کی شادی کرتی ہے تو بھائی سے ''بھات'' لانے کا کہتی ہے اور اس میں ٹیکہ، جھومر، ریشم کی چنری وغیرہ کی فرمائش بھی کرتی ہے۔

اری آج مھارے محلاں رے بیرا رنگ چڑھے

اری آیا مھاری ماں کا جایا ۔۔۔ جیٔں جڑاؤں لایا چندڑی
اوڑھوں تو ہیرے رے بیرا ۔۔۔ چھٹر پڑے، کھونٹی دھروں تو رے ہیرے چھٹرے
ارے آیا مھاری ماں کا جایا ۔۔۔ جئیں جڑاؤں لایا چندڑی
آج مھارے باگاں رے بیرا، رنگ چڑھے ۔۔۔ آج مھارے نینوں مھیں بیرا رنگ چڑھے
اوڑھوں تو ہیرے رے بیرا ۔۔۔ چھٹر پڑے، کھونٹی دھروں تو رے ہیرے چھٹرے

اسی سے ملتا جلتا ایک اور گیت ملاحظہ کیجیے:

آیا رے ماں جایا بیر، دھوم دھام سے سے آیئے ۔۔۔ کوئی ٹھپا رتن جڑایئے، گلڑے کی لایئے جنجیر
بھات سویرے لایئے اے ماں جایا بیر ۔۔۔ رے مھارا موبی بیر دھوم دھام سئیں آیئے
گلوے کا نیکلس لایئے، مھارے کاناں کے جھالے لایئے ۔۔۔ کوئی ٹھپا رتن جڑایئے، گلڑے کی لایئے جنجیر
بھات سویرے لائے اے ماں جایا بیر ۔۔۔ دھوم دھام سے آیئے
مھارے ھاتاں کے کنگن لایئے، کوئی چوڑی رتن جڑایئے ۔۔۔ مھارے پیراں کی پائل لایئے، کوئی چھاگڑ رتن جڑایئے
گلڑے کی لایئے جنجیر، بھات سویرے لائے ۔۔۔ رے مھارا موبی بیر دھوم دھام سئیں آیئے

جب تمام ''سگے'' بھائی ''بھات'' دینے میں ٹال مٹول کریں تب کوئی ایک غریب رشتے کا بھائی، بہن کے گھر ''بھات'' لے جائے یہ بہت فخر کی بات ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک غریب بنجارا سگا بھائی نہ ہونے کے باوجود ''بھات'' بھرتا ہے درج ذیل گیت میں ملاحظہ ہو۔

بودیا کی بھانڑجیاں کا بیاہ مانڈیا ھے ۔۔۔ بائی ٹیکن آئی

چاراں بھائیاں نے پھر پھر نیوتیا　　　سباں دیا بائی ٹال
بودیا بیرا رے، چال گوری پردیسان چالاں　　　بودیا نے دِیؤ بائی ٹال
آگو سیون جاتا بنڑجارا مل گیو　　　توں اے بائی کھٹے جائے
بھانڑجیاں کو بیاہ مانڈیا ھے　　　بھائیاں دیا ٹال
روپیہ لے لو، ماھیرا لے لو　　　بودو پاچھے چال
بودیا بھردے رے بھات　　　بودو بیرا رے

''بھات'' ملنے پر بہن فخر سے کہتی ہے کہ:

میرا ماں جایا بیر　　　بڑی دھوم دھام ساں آئیو
گلیاں رنجھار آئی ری کہ بھاتی آویں گے　　　مھارا ماتھا چمکے ری کہ ٹیکہ لاویں گے ۵۵

☆

اکلوتے بھائی کی بہن کا ''بھات'' پر گیت: جس میں کچھ کچھ ''ہریانوی'' کا رنگ بھی جھلکتا ہے جیسے: بے بے، چونڈری وغیرہ حصار کے علاقے سے تعلق رکھنے والے قائم خانی اپنی بولی میں استعمال کرتے ہیں:

میری جٹھانی کے چار بیرا، میرا تو ماں کا جایا ایکلا　　　چار آئے پچاس لائے مانگی تو لائے بے بے چونڈری
ایک بھات بھر کے چالن لاگے الٹی تو دے دے چونڈری　　　میری جٹھانی کے چار بیرا، میرا تو ماں کا جایا ایکلا
میرا ایک آیا لاکھ لایا ریشم کی لایا چونڈری　　　ایک بھات بھر کے چالن لاگا اوڈھ دکھاتی پھروں چونڈری

بہن بھات کی رسم مکمل ہونے پر بھائی کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

تیرا فرج ہو رہا ہے پورا میرا منے نبھاون دے　　　بھائی، بھانڑ دو بات کراں گے دکھ سکھ کی بتلاون دے ۵۵

مزاح کا رنگ لیے درج ذیل قائم خانی گیت میں بھی ایک اصلاحی سبق موجود ہے۔ لڑکا شادی کے لیے لڑکی کی رضامندی چاہتا ہے مگر وہ اپنے مطالبات منوانے کی بات کرتی ہے اور لڑکا تنگ آ کر خود ہی منع کر دیتا ہے۔ یہ گیت بھی شادی کے موقع پر گایا جاتا ہے۔

باگی چی نیمواں گی (باغیچی لیموں کی)

چھورا (لڑکا):

تھارے تو چھوری ناج اُٹھاؤ　　　بن جانا مھارے گھر کی نار، باگی چی نیمواں گی
تھارا تو چھوری جڈرڑ اُٹھاؤ　　　پتلی کربل کھائے، باگی چی نیمواں گی

چھوری (لڑکی):

گھر کی نار چھورا جدڑ بنوں گی	مھارے سارے کول پُگا دے، باگی چی نیمواں گی
دھرتی کا تو چھورا گھاگھرا سِمادے	بیچ مھیں ستارے جڑوادے، باگی چی نیمواں گی
امبر کی تو چھورا چندڑی منگوا دے	بجلی کی دُھنک لگا دے، باگی چی نیمواں گی
بادلا کی تو چھورا کانچلی سِلوادے	بیچ مھیں ہیرے جڑوادے، باگی چی نیمواں گی
سانپاں کا تو چھورا ناڑا بنوا دے	بچھواں کے جھونٹے لٹکا دے، باگی چی نیمواں گی
لاڈواں کا تو چھورا مھل بنوا دے	جلیبیاں کی باری رکھوا دے، باگی چی نیمواں گی
برفی کی تو چھورا چوکھٹ جڑوا دے	میسواں کے کواڑ لگاوا دے، باگی چی نیمواں گی

چھورا (لڑکا):

اُورے تو چھوری کاوڑے بسے سیئں	الوہارا جائے، عمریا بیتی جائے، باگجی نیمواں گی

شادی کے موقع پر گائے جانے والے اس گیت میں شوہر دوسری عورت کی تعریف کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے یہ بات ''بیوی'' کے لیے باعث حسد ہے، وہ ناراضگی کا اظہار کرتی ہے جس پر شوہر کہتا ہے کہ سوکن تو بہت بری ہے مگر تم اچھی ہو:

بیوی: جن گلیاں ماں راجا تھام رہ گئے تھے جی	اُن گلیاں ماں راجا ھم بھی چلیں گے جی
شوہر: جن گلیاں مھیں ھم رہ گئے تھے جی	اِن گلیاں ماں گوری سوک تھماری جی
بیوی: کی سی کے سوہنڑی کی سی کے لمبی جی	کیسی کے جیسی راجا روپ کی رانی جی
شوہر: تھارے سی سوہنڑی ، تھارے سی لمبی جی	تھارے سی بڑھ کے گوی روپ دیوانی جی
بیوی: کھائے کٹارے ھیوڑے بیچ مارے جی	اب مھیں مرو گی راجا سوک سرائی جی
شوہر: کھوس کٹارا گھونٹی بیچ ٹانگا جی	مر، مت جایئے گوری سوک بھٹاری جی
بیوی: ساپنن بن جاؤں گی بل ماں بڑ جاؤں گی جی	مول نہ آؤں راجا سوک سرائی جی
شوہر: بین لے لیو گا سپیرا بن جاؤں گا جی	مول نہ چھوڑوں گوری سوک بھٹاری جی
بیوی: ہرنی بن جاؤں گی جنگلہ چڑھ جاؤ جی	مول نہ آؤں راجا سوک سرائی جی
شوہر: بندوق لے لیوں گا سکاری بن جاؤں جی	مول نہ چھوڑو گوری سوک بھٹارا جی
بیوی: چھورے نے لے جاؤں گی پیہر یک جاؤں جی	مول نہ رہوں راجا سوک سر ائی جی
شوہر: بھائی نے سِکادوں بھاوج کے سِکادوں جی	تیرے انگریجی پٹھے سالیاں پہ پڑاوں دو ں جی

بیوی: دہی چھڑک وادوں گتے لگاوا دو جی ۔۔۔ یا ٹسرے کی دھوتی کُتاں سیئں پھڈاواں جی
شوہر: تھام اِئی مھاری سوہنڑی تھام ہی مھارا رانی جی ۔۔۔ مَول نہ چھوڑوں گوری سوک بھٹاری جی

دلہن کے گھر گائے جانے والے شادی کے گیتوں میں اپنی ''بیٹی'' سے محبت کا والہانہ اظہار کیا جاتا ہے۔اس کی خوب صورتی اور سلیقہ مندی کی تعریف کی جاتی ہے یہ دونوں گیت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں۔

بابا کے چھرچھری لاڈو کیوں کھڑی ۔۔۔ دیکھوں تھی چھیل بھنور کی بات بنیسر باجے لاگ ری
بنڑا تو ماڑی ماں کا کیوڑا ۔۔۔ مھاری لاڑو تاراماں کی چاند بنیسر باجے تاوڑی
بھیا کے چھرچھری لاڈوں کیوں کھڑی، دیکھوں تھی چھیل ۔۔۔ دیکھوں تھی چھیل بھنور کی بات بنیسر باجے لاگ ری

(اسی طرح تمام رشتوں کے نام لے کر گایا جاتا ہے۔)

☆

ایک اور شادی کا گیت جس میں اردو کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں:

منوں سیئں پیاری مھاری راج دلاری ۔۔۔ دلوں سیئں پیاری مھاری راج دلاری
جب بولے سسر جی ، مھیئں بولوں میں واری ۔۔۔ انار نیچے کھڑی، مھاری راج دلاری
جب جُھڑی انارکی کلیاں مھیئں واری ۔۔۔ سرک ہو جائے مھاری راج دلاری
جب بولے جیٹھ جی مھیئں بولوں میں واری ۔۔۔ نیموں کے نیچے کھڑی مھاری راج دلاری
جب جھڑے نیموں کے پات میھئں واری ۔۔۔ سیج ہو جائے مھاری راج دلاری
منوں سیئں پیاری مھاری راج دلاری ۔۔۔ دلوں سیئں پیاری مھاری راج دلاری
جب بولے بلم جی مھیئں بولوں مھیئں واری ۔۔۔ سیجاں کے نیچے کھڑی مھاری راج دلاری
جب جھڑے سیجاں کے پھول مھیئں واری ۔۔۔ سپید ہو جائے مھاری راج دلاری

☆

ایک اور شادی کا گیت درج ذیل ہے

بنڑی: چالو نہ مھاروڑے دیس۔ نارنگی لے دیوں، رس بھری ۔۔۔ چالو نہ مھاروڑے دیس، نارنگی لے دیوں، رس بھری
بنڑا: دادا تو چھوڑا نہ جائے دادی میئں مھارا من گھنڑا ۔۔۔ دادا تو چھوڑا نہ جائے دادی میئں مھارا من گھنڑا
بنڑی: او جھوٹا آل جنجال اے رے کل ماں سانچے دوئے جنڑے ۔۔۔ چالو نہ مھاروڑے دیس نارنگی لے دیوں، رس بھری
بنڑا: ابا تو چھوڑا نہ جائے اماں میئں مھارا من گھنڑا ۔۔۔ ابا تو چھوڑا نہ جائے اماں میئں مھارا من گھنڑا

بنڑی: او چھوٹا آل جنجال اے رے کل ماں سانچے دوئے جنڑے چالو نہ مھاروڑے دیس نارنگی لے دیوں، رس بھری ۵۷

بنڑا: بھیا تو چھوڑا نہ جائے ، بھابھو میں مھارا من گھنڑا بھیا تو چھوڑا نہ جائے، بھابھو میں مھارا من گھنڑا

بنڑی: او چھوٹا آل جنجال اے رے کل ماں سانچے دوئے جنڑے چالو نہ مھاروڑے دیس نارنگی لے دیوں، رس بھری

(۶)

''بچوں کے گیت''

قائم خانی سماج میں بچے کی پیدائش سے ہی لوک گیتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور سات دن پورا ہونے پر اس بچے کے بال اُتروائے جاتے ہیں جسے جڑوالا اتارنا یا (جڑوالا منڈنا) کہتے ہیں۔اس موقع پر شیرینی بھی بانٹی جاتی ہے اور بچے کی نانی تحفے لے کر آتی ہے۔قائم خانی لوک گیتوں کا آغاز چوں کہ بچوں کی پیدائش سے ہی ہو جاتا ہے اور سات دن جسے چھٹی کی رسم کہتے ہیں اس میں بچوں کی ''لوریاں'' گائی جاتی ہیں جن میں دادا، دادی، ماں، ماپ، نانا، نانی، سب ہی کے رشتے گہرے ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ان لوریوں سے ہمیں ان کے خیالات و جذبات کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ بچے سے خون کا رشتہ رکھنے والے جب اپنے محبت بھرے الفاظ کو گائیکی کی شکل دیتے ہیں تو شاعری کی کسوٹی پر پورا نہ اترنے کے باوجود بھی یہ گیت دل پر اثر کرتے ہیں درج ذیل لوری ''دادا کے بچے کو جھونٹا (ہوا میں لہرانا) دیتے وقت کی ہے:

''داداسا کا پالڑوں کا گیت''

جایئے رے ڈونگر کاٹی چڑھے کو رنکھ
ھولر جھولے پالڑاں گھڑیو جی سر چڑھے
پڑھیو جی کھاتی کی کھتوڑ پالڑاں جیسلمیر
اُڑتی لاگی چڑکیاں اَر کلاین مور
ھیرا تو لاگیہ دوڑ سو لالان کو انت نہ پار
ھولریو جھولے پالڑوں ھولر تھارو پالڑوں
اے کنڑ پالڑوں کا گانگی اے کنڑ کھرچے دام

بچہ جب سال بھر کا ہو جاتا ہے تو اپنی نانی کے گھر جاتا ہے اور کچھ عرصے وہاں رہتا ہے وہ جھولا جھولاتے ہوئے ''لوری'' گاتی ہے۔

ھولریو تھارے پالڑوں گھلا دیاں سامی سال کو

آوتڑا جاوتڑا تھاری دادیاں جھوتا دے سی کھویں
توں ھولریو نانیاں پاں توں دودھ پتا سا پی کو
تھارے گھراں میں راجہ ہوری لال جی آنگن بٹھیا مل کو

مفہوم: بچہ ایک سال کا ہے۔ نانی کے ہاں بھیجا ہے۔ نانی گاتی ہے میرا بالنا (بچہ) آئے جائے تمھاری دادی جھولا دے گی اور کہے گی بچے تم نانی کے گھر دودھ بتاشے کھانا کہ اب گھر میں راجہ لال جی آنگن میں بیٹھا ہے (راجہ لال جی بچے کو کہا ہے)

بڑی بہنوں کی شفقت بھی ماں کی طرح ہوتی ہے جب ''ماں'' گھر کے کام کاج میں مصروف ہوتی ہے تب بہن چھوٹے بھائی کو جھولا دیتی ہے اور لوری گاتی ہے درج ذیل لوری ملاحظہ کیجیے:

سوئی رہو بھائی تھاری ماں کرے رسوئی
رسوئی میں کھاجا تھارو باپ ڈھلی کو راجا
لوری او بھائی لوری تنے دودھ بھری کٹوری
اوپر شکر بھوری لوری او پاؤ بوری

اس سے ملتی جلتی ایک لوری میں یہ مصرعے ہیں:

سوجیا ھولریا سوجیا تھاری ماں کرے رسوئیا
رسوئی ماں بڈھ گیو کتا تھاری ماں مارا اُونے جوتا

چھوٹے بچے کی پیدائش جہاں گھر بھر کے لیے خوشی کا باعث ہوتی ہے وہیں اس سے پیار کا اظہار اس کے لیے کھلونے لا کر کیا جاتا ہے پرانے وقتوں میں ایک کھلونا ''چوڑی باجا'' ہوا کرتا تھا جس سے بچے شوق سے کھیلتے تھے یہ گیت بھی اسی جانب اشارہ کر رہا ہے:

''چوڑی باجا رچوڑی کو باجو''

ھولریا کا دادا سا گیا جئے پور آوتا تو لی آیا چوڑی کا باجا
انگڑیاں ماں باجا مھاری کوٹھریاں ماں باجا بچہ کے رنگ محل ماں باجے رے چوڑی کا باجا
مھارا ھولریا کے سر ھاڑے چوڑی کا باجا ھولریا کا بابو سا گیا اے جوڈانڑے
آنگڑیاں ماں باجے مھاری رسویاں ماں باجے بچہ کے کانچ محل میں باجے انگریجی باجا ۵۸

قائم خانی والدین یا بڑے بوڑھے، بزرگ لاڈ پیار میں چھوٹے بچوں کو (بہلانے کے لیے) اپنے پیر موڑ کر ٹانگوں پر بٹھاتے ہیں اور کچھ یوں گیت گایا جاتا ہے:

''گیر گڑی''

سوجیا ہولریا سوجیا تھاری ماں کرے رسوئیا
رسوئی ماں بڈھ گیو کتا تھاری ماں مارا اُونے جوتا

گیر گڑی بھئی گیر گڑی
ساسو چھوٹی بہو بڑی
بھو(بہو) بڑی بیگن کا مان
ساسو چھوٹی تِل کے ماں
چھورا چھوری جوں کا ماں
بڈیو ڈیل ڈگن کا ماں
با اُٹھی ماما کی چھاں

گھر کے بڑے بزرگ اکثر بچوں کے ساتھ لاڈ پیار میں ان کا بازو پکڑ کے ہر انگلی پر سوال پوچھتے ہیں اور پھر بغل میں گدگدی کرتے ہیں اور انھیں ہنسانے کے لیے گیت گاتے ہیں:

گوری گاھ بیائی، گوری گاھ بیائی
کھیر پکائی، کُن کُن کھائی
بیر کھائی، بھانڑ کھائی
بوا کھائی، ماں کھائی
باؤ جی کھائی، اونٹھی چھونٹی
بھنگی نے دیدی، باجھڑیو بھاگیو رے
بھاگیو رے بھاگیو رے، پکڑ لیو ، پکڑلیو

(۶۰)

بچوں کا اور گیت

''دھرمی تارا''

دھرمی تارا ، ادھرمی تارا باڑ کو دوڑا ، باڑ کو دوڑا
باڑ مھانا کانڑو دیو کانڑو لے میں چولھا نہ دیو

چھولہو مھانا آگ دی آگ لے ، کمھار نہ دی
کمھار مھا نہ پانڑی دیو پانڑی لے کے ڈھیر سینچا
ڈھیر مھانا گیہوں دی گیہوں لے کے مور چُگائے
مور مھانا پانکھ دی پانکھ لے مامانہ دی
مامو مھانا گھوڑی دی پونچھ لنڈوری دی
چاروں پگاں گھوڑی دی ٹرک ماما تیری گھوڑی
ٹرک ماما تیری گھوڑی

(۶۱)

بچوں کے لیے گائے جانے والے گیتوں اور لوریوں میں ہلکی پھلکی ہنسی چہل کی باتیں ہوتی ہیں جیسے اس لوری میں ماں کی محبت بھری مامتا دکھائی دیتی ہے۔

"لوری"

پُروا ہولے ہولے آ ہولڑیا نے جھولا جُھلا
آئی رے پُروا ہولے ہولے ہولڑیا ہانسا جا

مفہوم: اے ٹھنڈی ہوا دھیرے دھیرے آنا چھوٹے بچے کو جھولا جھلانا۔ ہوا دھیرے دھیرے آئی تو بچہ ہنسنے لگا

(۶۲)

اکثر قائم خانی بوڑھی خواتین بچوں کو بہلانے کے لیے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر دودھ بلونے کے انداز میں کچھ اس طرح گیت گاتی ہیں:

جگر مگر بھئی جگر مگر

جاگیر دار کی بیٹی مھارا چھا مانگن آئی
آج چھا کونی بھئی کال لینا آئی
جگر مگر بھئی جگر مگر
بھینس کی دھی رانی مھارا چھا مانگن آئی
آج چھا کونی بھئی کال لینا آئی
جگر مگر بھئی جگر مگر

جانئی کو بیٹو رووے
رووا جھے تو روون دے
منے دودھ بلون دے
جگر مگر بھئی جگر مگر

جاگیر دار کی بیٹی مھارا چھا مانگن آئی
آج چھا کونی بھئی کال لینا آئی ۵۹

مذکورہ بالا مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قائم خانی بولی اور اس کا ادبی سرمایہ ثقافتی اور تہذیبی لحاظ سے ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔ ان کا لوک ورثہ ان کے علاقے اور ان کی زندگی کی پوری عکاسی کرتا ہے۔ اس میں ان کی انفرادیت بھی نظر آتی ہے۔ یہ ورثہ ان کے تمدن، مذہبی، معاشی، معاشرتی زندگی، رسم و رواج اور تہذیب و ثقافت کا مرہون منت ہوتا ہے۔ جس سے ماضی حال اور مستقبل ایک حد تک نظر آ جاتا ہے۔

حواشی:

۱۔ تاج محمد خان، ''تاریخ راجپوت قائم خانی''، ڈگری، میر پور خاص، س ن، ص ۶۱۔
۲۔ محمد یاسین خان، ''ہیرے اور کنکر''، بار اوّل، قائم خانی ریسرچ سینٹر، تر گڑھ، ملتان، ۲۰۰۱ء، ص ۳۴۔
۳۔ ڈاکٹر نذیر فتح پوری، ''تاریخ و تذکرہ فتح پور شیخاواٹی''، پر بھات پرنٹنگ ورکس، پونے، ۲۰۰۳ء، ص ۳۰۔
۴۔ ڈاکٹر فیروز احمد، ''راجستھانی اور اردو''، گلوبل کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، رام گنج بازار، جے پور، ۲۰۱۰ء، ص ۳۲۔
۵۔ ڈاکٹر عزیز انصاری، ''اردو اور راجستھانی بولیاں''، حرا فاؤنڈیشن پاکستان، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۸۷۔
۶۔ ڈاکٹر عبدالرؤف پاریکھ، ''پاکستانی زبانیں اور تحتی بولیاں اور قومی یکجہتی''، مشمولہ ''تحقیق''، شمارہ ۱۶، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، ۲۰۰۸ء، ص ۵۳۔
۷۔ کنور نثار احمد، ''راجپوتی رسم و رواج'' ہریانہ اردو اکیڈمی، ڈانوراں، ۲۰۰۱ء، ص ۷۔
۸۔ پروفیسر وہاب اشرفی، ''اردو میں لوک ادب کی روایت''، (مقالہ) مرتبہ: ڈاکٹر شازیہ عنبرین، ''اردو، دیگر پاکستانی زبانیں اور لوک ورثہ''، بیکن بکس، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۷۔
۹۔ ڈاکٹر وحید قریشی، ''پاکستانی قومیت کی تشکیل نو''، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۱۲۷۔
۱۰۔ ڈاکٹر شازیہ عنبرین، ''اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کی لوک اصناف''، ص ۳۷۔
۱۱۔ رفیق خاور، ''گیت مالا، بنگلہ لوریاں اور لوک گیت''، ادارۂ مطبوعات پاکستان، کراچی، ۱۹۹۵ء، ص ۱۵۔
۱۲۔ ڈاکٹر انوار احمد، ''اردو میں پاکستانی لوک ادب کے تراجم'' (مقالہ) مرتبہ: ڈاکٹر شازیہ عنبرین، ''اردو، دیگر پاکستانی زبانیں اور لوک ورثہ''، ص
۱۳۔ ڈاکٹر اعظم گریوی، ''دیہاتی گیت''، دیباچہ، سگما پریس، راول پنڈی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء۔

۱۴۔ یوسف خان جھونجھنوی، ''تنویر قمر'' نواں جھونجھنوں، ۱۹۶۵ء، ص ۲۱۔

۱۵۔ ڈاکٹر نذیر فتح پوری، ''اردو کا اثر راجستھانی بولیوں پر'' پونے، اسباق پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص ۱۰۰۔

۱۶۔ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، گوران پرکاشن، جودھپور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۵۴۔ (یہ جکڑی پاکستانی قائم خانی خواتین نے بھی سنائی اس میں چند الفاظ کا فرق ہے۔)

۱۷۔ یہ ''جکڑی'' ٹنڈو جام اور ٹنڈو جان محمد سے تعلق رکھنے والی چند قائم خانی خواتین سے سُنی جن کے نام اللہ رکھی، عنایت بانو، قادر بانو، سعیدہ بیگم، ہانسی خاتون اور دیگر۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۲۵۴۔ (جو گیت پاکستان میں بسنے والی قائم خانی خواتین نے سنائے ان میں متعدد ڈاکٹر نسیم بانو کی کتاب میں موجود ہیں مگر لہجے میں معمولی سا فرق ہے جو کہ ہندوستان اور پاکستان میں مقیم قائم خانیوں کی بولی اور لہجے پر اردو اور ہندی کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔)

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۵۵۔

۲۱۔ اس جکڑی سے ملتا جلتا ایک دوہا ریٹا شہانی نے اپنی کتاب ''میرا بائی سے وارتالاپ'' میں تحریر کیا ہے جب کہ راقمہ کو قائم خانی خواتین (ٹنڈو جام) سے سننے کو ملا۔

۲۲۔ حبیب خان، ''ترجمان قائم خانی''، قائم خانی ویلفیئر ایسوسی ایشن کراچی، دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۱۸۔

۲۳۔ نوکوٹ سے تعلق رکھنے والی بزرگ خاتون ''ہانسی بیگم'' سے سنی جب کہ ڈاکٹر نسیم بانو کی کتاب میں صفحہ نمبر ۲۹۹ تا ۳۰۰ پر اس سے ملتے جلتے اشعار موجود ہیں۔

۲۴۔ ڈاکٹر وزیر آغا، ''اردو شاعری کا مزاج''، مکتبہ عالیہ، ۱۹۷۸ء، ص ۱۷۳۔

۲۵۔ ڈاکٹر نذیر فتح پوری، ''اردو کا اثر راجستھانی بولیوں پر''، ص ۸۹۔

۲۶۔ یہ گیت تاج محمد خان (ڈگری) سے سنا۔

۲۷۔ کیپٹن (ر) معین الدین خان (ٹنگو ضلع میرپورخاص) نے یہ گیت راقمہ کو ارسال کیا۔

۲۸۔ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۳۰۷۔

۲۹۔ یہ گیت قائم خانی خواتین (جھڈو) نے سنایا جو کہ باغ علی شوق کی کتاب ''راجستھانی زبان و ادب'' کراچی، ۱۹۹۲ء، ص ۵۷ پر بھی درج ہے

۳۰۔ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۲۵۷۔

۳۱۔ ایضاً، ص ۱۹۲۔

۳۲۔ ڈاکٹر شازیہ عنبرین، ''اردو دیگر پاکستانی زبانیں اور لوک ورثہ''، ملتان، ۲۰۱۳ء، ص ۳۹۔

۳۳۔ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۱۹۶، ۲۹۷، ۲۷۳۔

۳۴۔ محمد یسین خان، ''راگنی، دوہے، گیت''، قائم خانی راجپوت ریسرچ سینٹر ترگڑھ، ۲۰۱۱ء، ص ۱۰۸۔

۳۵ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۲۶۰۔
۳۶ ایضاً، ص ۲۳۶۔
۳۷ پہلے پہل ناخواندہ خواتین ''ہوائی جہاز'' (Airplane) کو چیل گاڑی کہتی تھیں۔
۳۸ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۳۰۷۔
۳۹ ایضاً، ص ۱۹۹۔
۴۰ محولہ بالا، ص ۲۴۵۔
۴۱ اس سے ملتا جلتا ایک گیت ڈاکٹر اعظم کریوی کی کتاب ''دیہاتی گیت'' میں بھی موجود ہے،
۴۲ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۲۴۷۔
۴۳ ایضاً، ص ۲۷۴۔
۴۴ اس گیت کو ''ٹونٹیا'' کہا جاتا ہے اور تقریباً ہر قائم خانی گھر میں شادی کی اس رسم ''ٹونٹیا'' کے موقع پر گایا جاتا ہے سب ہی خواتین نے یہ گیت سنایا۔
۴۵ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۲۶۵۔
۴۶ محمد یسین خان، ''راگنی دوہے اور گیت''، ص ۱۰۸۔
۴۷ ایضاً، ص ۱۰۹۔
۴۸ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ''اصنافِ ادب'' سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۱۷۔
۴۹ ڈاکٹر نذیر فتح پوری، ''اردو کا اثر راجستھانی بولیوں پر''، ص ۹۱۔
۵۰ کنور نثار احمد، ''راجپوتی رسم ورواج'' ہریانہ اردو اکادمی ڈانوراں، ۲۰۰۱ء، ص ۵۰ (یہ گیت اُن قائم خانی خواتین نے بھی سنایا جن کا تعلق ٹنڈو جام سے تھا)
۵۱ یہ گیت بھی ڈاکٹر نسیم بانو کی کتاب میں موجود ہے جو پاکستان کی قائم خانی خواتین بھی تھوڑے ردوبدل کے ساتھ گاتی ہیں۔
۵۲ محمد یسین خان، ''ہیرے اور کنکر''، بار اول، قائم ریسرچ سینٹر، تر گڑھ، ملتان، ۲۰۰۱ء، ص ۲۱۵۔
۵۳ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۲۹۸۔
۵۴ ایضاً، ص ۲۶۸۔
۵۵ محولہ بالا، ص ۲۷۰۔
۵۶ محمد یسین خان، ''راگنی، دوہے، گیت''، ص ۱۰۵۔
۵۷ یہ گیت بھی ٹنڈو جام اور ماتلی، ہوسڑی کی قائم خانی خواتین سے حاصل ہوا۔
۵۸ ڈاکٹر نسیم بانو، ''راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج''، ص ۲۱۲ تا ۲۱۳۔
۵۹ یہ گیت حیدرآباد (پاکستان) سے تعلق رکھنے والے حبیب خان قائم خانی سے حاصل کیے۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ احمد، فیروز، ڈاکٹر: ۲۰۱۰ء، ''راجستھانی اور اردو''، پبلشرز ن د، جے پور، راجستھان۔

۲۔ احمد، نثار، کنور:۲۰۰۱ء، ’’راجپوتی رسم ورواج‘‘ ہریانہ اردو اکادمی ڈانوراں۔
۳۔ انصاری، عزیز، ڈاکٹر، ’’اردو اور راجستھانی بولیاں‘‘، حرا فاؤنڈیشن پاکستان، کراچی۔
۴۔ آغا، وزیر، ڈاکٹر:۱۹۷۸ء، ’’اردو شاعری کا مزاج‘‘، مکتبہ عالیہ، لاہور۔
۵۔ جُھوں جھنوی، خان، یوسف:۱۹۶۵ء، ’’تنویر قمر‘‘ نواں جھوں جھنوں، راجستھان۔
۶۔ خان، حبیب:۲۰۰۵ء، ’’ترجمان قائم خانی‘‘، قائم خانی ویلفیئر ایسوسی ایشن کراچی۔
۷۔ خان، محمد، تاج: سن ن ’’تاریخ راجپوت قائم خانی‘‘، پبلشرن د، ڈگری، میر پور خاص۔
۸۔ خان، محمد، یاسین:۲۰۰۱ء، ’’ہیرے اور کنکر‘‘، بار اوّل، قائم خانی ریسرچ سینٹر، تر گڑھ، ملتان۔
۹۔ خان، محمد، یسین:۲۰۱۱ء، ’’راگنی، دوہے، گیت‘‘، قائم خانی راجپوت ریسرچ سینٹر تر گڑھ۔
۱۰۔ خاور، رفیق:۱۹۹۵ء، ’’گیت مالا، بنگلہ لوریاں اور لوک گیت‘‘، ادارۂ مطبوعات پاکستان، کراچی۔
۱۱۔ عنبرین، شازیہ، ڈاکٹر:۲۰۱۳ء، ’’اردو، دیگر پاکستانی زبانیں اور لوک ورثہ‘‘، بیکن بکس، لاہور۔
۱۲۔ فتح پوری، نذیر، ڈاکٹر:۲۰۰۳ء، ’’تاریخ وتذکرہ فتح پور شیخاواٹی‘‘، پربھات پرنٹنگ ورکس، پونے۔
۱۳۔ فتح پوری، نذیر، ڈاکٹر:۲۰۱۱ء، ’’اردو کا اثر راجستھانی بولیوں پر‘‘، اسباق پبلی کیشنز، پونے۔
۱۴۔ قریشی، وحید، ڈاکٹر:۱۹۸۱ء، ’’پاکستانی قومیت کی تشکیل نو‘‘، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور۔
15 گریوی، اعظم، ڈاکٹر:۲۰۰۹ء، ’’دیہاتی گیت‘‘، دیباچہ، سگما پریس، راول پنڈی، اسلام آباد۔
۱۶۔ نسیم بانو، ڈاکٹر:۲۰۰۷ء، ’’راجستھانی لوک سنسکرتی اور قائم خانی سماج‘‘، گوران پرکاشان، جودھپور۔
۱۷۔ ہاشمی، رفیع الدین، ڈاکٹر:۱۹۷۵ء، ’’اصناف ادب‘‘ سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور۔

☆ مجلہ ’’تحقیق‘‘، ۲۰۰۸ء شمارہ ۱۶، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو۔

فرہنگ

قائم خانی	اُردو
	''آ''
آپِی	خودہی
آچھو	اچھا
آنکنا (آنگڑاں)	آنگن
آوڈِیو	اَوڑھتی
آؤتا	آتے ہوئے
آوتڑا	آتے
آبا	غصے
	''ا۔الف''
اَبْ چھل رَاج	خودمختار حکومت
اُپَارَ	تپش
اَٹْ مَٹا	اداس
اُڈھاوے	اُوڑھانا
اُڑئے	نزدیک
اَرجوں	سمجھایا
اَلَبت	البتہ
اُن چُھنڑ	جیسے تیسے کرکے
اَوبَڑِی	تیز رفتار، جوان
اَوبڑڑاں	مٹی کے بنے ہوئے گھر کی گول چھت
اُونٹھی پُونٹھی	بَچا کُچا
اَوجُون	واپس
اَوَرلیو	آڑ لینا، چھپنا
اُونکَھ	اِدھر
اوں جا	اُدھر/وہاں
اَوگَن	بیوی (سوکن کی ضد)
اِیٔنکلی	اکیلی
اِیسُ (اےں)	اس/ان
	''ب''
بَابُوسَا	باپ، بڑا
بَاچھَڑیُو	گائے کا بچہ، بچھڑا
بَارِی	کھڑکی
بَارتیُوَار	تہوار کے دن
بَاڑ	چھاڑیاں
بَاگ/باگاں	باغ
بالک	بچہ
بالکی/بالکڑی	چھوٹی بیٹی
بان (باں ڑ)	حصہ (گھر کا الگ حصہ)
باوڑا	واپس آنا
بَاوَڑِیاں	گھر کے باہر والا حصہ
بَچُیہ	بچے
بِذ	کس جگہ، کہاں
بَذ بَذ	پھلو پھولو

بڈلیو	بڑا
بڑ	گھس جانا، چھپ جانا
بڑجوں	ڈانٹنا
بکڑا	کھلے، جدا، بکھرے
بگڑ بٹا	محلے میں بانٹنا
بلکھت	رونا، ہلکنا
بَن	جنگل
بِنکا	بستر
بھاگیو	بھاگا
بھانڑ	بہن
بھایلی	سہیلی
بھڑ بُٹھی	ناراض / بڑبُچنا
بھنوَر	شوہر
بُھوجنیا	کھانا
بُھور بھاوڑ	بہو
بھاوجڑی	بھابھی / بھاوج
بھاوے	اچھی / بھانا
بیاوڑی	شادی شدہ
بِیر	بھائی
بِیرا	معلوم نہیں
بیَل بدائی	نسل بڑھانا
بھیڑا	بڑا
بھیلا	اکٹھا
بیندر / بیندڑو	دولہا

”پ“

پا	پاس
پاچھی	واپس / پیچھے
پان	پتے
پان سیر	پانچ سیر
پانجھ	کھول کر، پڑھ کر
پانڑی (پان ڑی)	پانی
پانکھ	پَر (مور کے پَر)
پاوڑا	مہمان
پپیہو	پرندہ، پپیہا
پچھوا	پیچھے
پچھیری	جوان گھوڑی
پدھاری	تشریف رکھیے
پربھاتی	سہیلی
پرلے	دور
پُروا	آگے، ہوا
پُروا	ہوا
پرنا	لانا، شادی
پگ	پاؤں
پنڈھاوے	اچھے، صحیح طریقے
پنیہاری / پنیہار	پانی بھرنے والی عورت
پَو	رکھنا، تواضع کرنا
پَوٹ	چھوٹے موتی
پُوٹ	بیٹا

پُوڈیُو	رہتی، گزارا کرنا
پُوڑ	پھٹے پرانے کپڑے
پوتھی	فال/پوٹلی
پُوس	گھاس پھونس
پُونچھ	دُم
پُونِیا	پکایا
پھاپھا	جھگڑا/مسئلہ
پھاکا	فاقہ
پھٹ پھٹ	دور ہو/دفع ہو
پھکیری	فقیری
پھیر	پھر
پیائی	پلائی
پیر، پیہر	میکے

"ت"

تاپ	بخار
تال	تالاب
تھارِی	تمھاری، آپ کی

"ٹ"

ٹابر/ٹابراں	بچہ/بچے
ٹپری	جھونپڑی
ٹریو	ہوا
ٹبے	ٹیلے
ٹنڈے	ٹنڈو جان محمد
ٹیکن	ٹوکنا، دعوت دینا
ٹیوٹا	زیور

"ج"

جالڑی (ج ال ڑی) (ل ساکن) جالی

جالم	ظالم
جان	بارات
جاوتڑا	جاتے
جچہ	زچہ
جد/جت	جب
جلابوند	نرم روئی
جلما/جایا	پیدا
جنگلاں	جنگل
جوڑ	تیار، ساتھ
جوداٹے (جوداڑے)	جودھ پور
جھالا	ہاتھ کا اشارہ
جھڑ	بوند
جیاں	جس طرح
جی ونیوں	دل بھر کر کھانا
جیم	ساتھ، جی لیا
جینڈ	زین، لگام

"چ"

چاؤ	شوق، چاہت
چتر	ماہر

چرملی	شرارتی
چنڑو	چنے
چورلیا	ٹوکری
چوڑھ	پیارا
چوکھے	منہ کے اندر
چوگے رچگائے	کھولے، کھائے
چونری	دوپٹہ
چونکھ	اُدھر
چھاں	چھاؤں
چھن	بوندیں
چیکڑی	چکنی

"د"

دائے	پسند
دِناں	دن
دُوھ پڑی (دھوپ ڑی)	دھوپ
دُھورا	پاس
دُھوہاگن	سوکن کی ضد، جس بیوی کو چھوڑ دیا ہو
دھیورِٹی	پیاری بیٹی
دھیمے مدرو	آہستہ، ہلکے سے
دوئی	دو
دہی باٹیا	دہی میں روٹی بھگو کر
دھری	رکھی
دیُررِدوُر	دیورانی
دیوُلا	دیوار

"ڈ"

ڈیکرو	بیٹا، لڑکا
ڈگن	بانس کی طرح لمبی
ڈونگر	گول پیالے کی طرح
ڈولے	گرنے والا
ڈھلن تی	ڈھلتی
ڈھائے	گرا کر
ڈھگورا	ڈھنگ
ڈھولا	شوہر
ڈیل	قد

"ر"

رائے رانی	اچھی رانی (بیوی)
راجن	لاڈلا بیٹا
رِڑگو	تیز
رسوئیاں	باروچی خانہ، رسوئی
رکیبی	رکابی، پلیٹ
رندھاواں	کھانا پیش کرنا، کھانا پروسنا
روج گار	روزگار
روس	ناراض
روک رُوپیہ	نقد روپے

"س"

ساجے	سجے
ساچا، ساچ	سچا
ساتھیڑا	دوست

سُرنگ	تیز
سَاڑاں	سب، سارے
سَاسَرا	سسرال
سَاوَنڑ (س اور ڑ)	ساون، برسات
سَب ری گھڑی	اچھا وقت
سَنڑواں (س ں ڑواں)	خالص
سُنڑیو (س ں ڑی و)	سن لو
سَدھار	سنبھالنا
سَراڑے	سرھانے
سردار	شوہر کے لیے استعمال ہوتا ہے
سَکَر کُوئی	چھوٹا کنواں
سَگَنڈ	خوشبو
سَیجاں	سیج، (دلہن کا بستر)
سَیوَرا (سے ورا)	سہرا
سُواپ	مزاج، برتاؤ
سُوپا	سُلانا
سُورَنگی	رنگین، کئی رنگ
سُورِیا	سورج
سُونی	سُنار
سُونی	اداس، تنہا
سُوندھی	نرم
سَیں	سے

"ش"

شَام	شوہر
شَاہُر سے	امیر گھرانے کی

"ک"

کاٹھ	لکڑی
کاگلیا/کاگلا	کوا
کالیاں	کلیاں
کاں	کی
کانئ (کاں ئی)	کیا
کڑڑا	سخت
کُل	تمام، مکمل
کُناں	چھوٹی ذات والے
کُنڑ (ک ں ڑ)	کون
کُنور	بادشاہ (مراد دولہا)
کھانڈ	چینی
کھٹلی	چھوٹی چارپائی/کھٹولہ
کھوٹھلیاں	کھوٹھے، کمرے
کھٹے	کہاں
کِھلکلی	کھلکھلا کر ہنسا
کھنڈیاں	کھیت
کھوس	خوش
کھرچ	خرچ
کھرساڑی	خراساں (افغانستان)
کھلا	بھجوا
کھنیو	کڑکنا
گونی	نہیں
کنیریا	دولہا

کییں	کسی

"گ"

گاڈڑیا	گیڈر
گاڑے (گاں ڑے)	گیت، گانے
گاوَت	گانا گاکر
گورَو	اچھا عمدہ
گورِی گاھ بیائی	گائے کا بچھڑا پیدا ہوا
گلپیھ (گال ی پ ھ)	غلاف
گوڑا	لڑھکا
گونتھا	گوندھا رہنا
گھانت	گہرا
گھتاواں	گوندھوں
گھڑادوں	بنوادوں
گھوڑلا	گھوڑا
گیوں (گےاوں)	گندم

"ل"

لاپسی	آٹے اور پانی کا پتلا آمیزہ
لڈوا	لاڈلا
لکھ	لاکھ
لنڈوری	چھوٹی دُم کی، بغیر دُم کے
لونکڑی	لومڑی
لیسوں	لوں گی
لیکھ لیکھا	قسمت کا لکھا

"م"

مَا	سے، اندر
ماڑو	کمزور
مَاں ڑی	میری
مَاں رمھیں	میں
مَاں کا جایا	بھائی
مَائی	اس میں
مُڑجی	نند اور نندوئی
مُرچے	کلائی
مَن کوڑ گھنڑو (گھں ڑو)	دل میں بہت پیار ہے
منکھ رمکھڑا	مُنہ یا چہرہ
مَوج سیوں	اپنی مستی میں
مَووَے	نکلے
مَورِیا	مور
مُوڑھے	کرسی (جو کانوں سے بُنی جاتی ہے)
موکلاں	بھجوانا
مھاروجی	شوہر
مَیندی	مہندی
مِیَو	مہینا (ماہ)

"ن"

ناجک	نازک
نارَ	عورت
نیر	پانی
نَر	بالوں کی باریک چوٹیاں

رُدھریے	غریب شوہر
نَجَرُ	نظر
نَنَدُ رنا ند	نند
نُوتَن	بُلاوا دینا

"و"

وَڈھاوے	بڑھائے
وَنُ روِنڑ (وں ڑ)	درخت
وَادَھن	سوکن/دوسری عورت

"ہ"

ہڑ ہڑ	زور زور سے
ہکو اہلواں	آہستہ آہستہ
ہم جا	ھمیں

"ھ"

ھاٹ	پاس
ھالی (ھال ڑی)	کسان
ھجرت	حضرت
ھریا	ھرا
ھماں	ہم
ھوریں	حوریں
ھولر/ھولریا	چھوٹا بچہ
ھیلا مار	آواز لگانا، پکارنا
ھینڈ	جھولا جھولنا